ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
13 تا 19 دسمبر 2001ء

☆ پستی کی انتہا! (اداریہ)
☆ اسلام کی دو عیدیں (دین و دانش)
☆ دو مخالف اور متضاد نقطہ ہائے نظر (تجزیہ)
☆ طالبان کا طرزِ عمل درست ہے! (منبر و محراب)

چودھویں صدی ہجری کا مجدد اعظم کون؟

''............اس تحقیق و تفتیش کے دوران حضرت شیخ الہندؒ کی شخصیت کے جو پہلو میری نگاہوں کے سامنے آئے وہ اس سے قبل خود میرے علم میں بھی نہ تھے۔ حالانکہ میں اپنے زمانۂ طالب علمی ہی سے ان کے ترجمۂ قرآن مع حواشی مولانا شبیر احمد عثمانیؒ سے استفادہ کرتا رہا ہوں اور اس وجہ سے مجھے ان دونوں بزرگوں سے ایک گونہ تعلق خاطر حاصل تھا...... میری تحریر کا اصل محرک تو وہ تحریر خود بول رہی ہے کہ وہ شدت تاثر تھا جو حضرت شیخ الہندؒ کی شخصیت کی عظمت کے انکشاف سے مجھ پر ہوا جس کی بنا پر میری یہ حتمی رائے بنی کہ چودھویں صدی ہجری کے مجدد حضرت شیخ الہندؒ تھے...... ساتھ ہی یہ احساس بھی ابھرا کہ حضرت شیخ الہندؒ کی عظمت سے خود حلقۂ دیوبند کے علماء اور خصوصاً ان کی نوجوان نسل کی اکثریت پوری طرح واقف نہیں ہے...... یہی وجہ ہے کہ ان کے حلقوں میں حضرت شیخ الہندؒ کی بعض دوسری معاصر شخصیتوں کا چرچا ان کے مقابلے میں زیادہ ہے! (واضح رہے کہ میرا نوجوانی کے دور ہی سے حلقۂ دیوبند کے علماء سے رابطہ رہا ہے۔ جن دنوں میں ساہیوال میں مقیم تھا تو جامعہ رشیدیہ اور اس سے وابستہ علماء کرام سے شرف ملاقات حاصل ہوتا رہتا تھا۔ کراچی میں مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور مولانا مفتی محمد شفیعؒ کی خدمت میں حاضری کا بارہا اتفاق ہوا!...... اور لاہور میں جامعہ مدنیہ اور بالخصوص مولانا سید حامد میاں مدظلہ کی خدمت میں بحمد اللہ میری مسلسل حاضری رہتی ہے اور ان کے سامنے جب میں نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا کہ چودھویں صدی ہجری کے مجدد اعظم حضرت شیخ الہندؒ تھے تو وہ بھی چونک سے گئے اور ان کا ردعمل تائیدی رنگ لئے ہوئے تھا!) اس تحریر کی دوبارہ اشاعت کا اصل محرک یہی خیال تھا کہ حضرتِ شیخ الہندؒ کی شخصیت سے لوگوں کو ازسرنو متعارف کرایا جائے......!''

(ڈاکٹر اسرار احمد کی کتاب 'جماعت شیخ الہند اور تنظیم اسلامی' سے ایک اقتباس)

ادارہ ندائے خلافت
عید سعید کے موقع پر
قارئین ندائے خلافت کو
ھدیہ تبریک
پیش کرتا ہے
اور
نئے چاند کے طلوع پر مسنون دعا
اللھم اھلہ علینا بالامن والایمان والسلامۃ والسلام
کے حوالے سے بارگاہ رب العزت میں دعا گو ہے کہ
یہ ہلال عید ہم پر امن و ایمان اور سلامتی و اسلام کے ساتھ طلوع ہو، عالم اسلام پر مسلط ظلم اور مغلوبیت کی شب تاریک چھٹ جائے اور نظام خلافت کے قیام کے ذریعے اسلام کی سحر کچھ اس آن بان کے ساتھ طلوع ہو کہ پورا کرہ ارض نغمۂ توحید سے گونج اٹھے۔
آمین یا رب العالمین

اس شمارے کی قیمت 10 روپے

سورۃ البقرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

﴿ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِىَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝﴾ (آیات : ۷۲ تا ۷۴)

''اور (یاد کرو) جب تم نے ایک جان کو قتل کر دیا' پھر اس کا الزام ایک دوسرے پر لگانے لگے' اور اللہ اس کو ظاہر کرنے والا تھا جسے تم چھپا رہے تھے۔ تو ہم نے کہا' (ذبح کی گئی گائے کا) کوئی ٹکڑا لے کر (مقتول کو) ضرب لگاؤ' اللہ اسی طرح مُردوں کو زندہ کرے گا' اور ہم تمہیں اپنی نشانیاں اس لئے دکھاتے ہیں تاکہ تم تعقل کرو۔ پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہوتے چلے گئے' یہاں تک کہ وہ پتھر (کی مانند) ہو گئے بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت۔ اور پتھریلی چٹانیں تو ایسی بھی ہوتی ہیں کہ جن سے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں' اور یہ (چٹانیں) تو ایسی بھی ہوتی ہیں جو شق ہو جاتی ہیں کہ ان میں سے پانی نکل آتا ہے' اور یہ (چٹانیں) تو اللہ کے خوف سے گر پڑتی ہیں' اور اللہ اس سے غافل نہیں ہے جو تم کر رہے ہو۔''

زیر درس پہلی دو آیات میں بنی اسرائیل کی تاریخ میں رونما ہونے والے ایک خرق عادت واقعہ کا تذکرہ ہے۔ ایک موقع پر جب اس قوم کے کسی شخص کو قتل کر دیا گیا تو قاتل کا سراغ نہیں مل رہا تھا کہ اس سے قصاص کا معاملہ کیا جا سکتا۔ سزا کے خوف سے ہر آدمی کسی دوسرے کو مورد الزام ٹھہرا رہا تھا۔ چنانچہ ایسے میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا گیا کہ جس گائے کی قربانی انہوں نے دی تھی' اس کے کسی ٹکڑے سے مقتول کے جسم کو چوٹ لگائی جائے۔ یوں اس عمل کے نتیجے میں وہ مُردہ شخص دوبارہ زندہ ہو گیا جس کے بعد اس نے خود اپنے قاتل کا نام اور پتہ بتا دیا۔ یہ معجزہ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا مظہر تھا جس میں اس قوم کے لئے تفکر و تدبر کا سامان موجود تھا۔

تیسری آیت اس اعتبار سے نہایت اہم ہے کہ اس میں ایک جانب تو سابقہ امت مسلمہ یعنی بنی اسرائیل پر فرد جرم عائد کی جا رہی ہے لیکن دوسری طرف موجودہ امت مسلمہ کو آئینہ بھی دکھایا جا رہا ہے کہ وہ اس کے ذریعے اپنے کردار و اعمال کا جائزہ لے۔ انسان کے قول و فعل میں تضاد سے اس کے دل میں جو قساوت پیدا ہو جاتی ہے' یہاں اس کو پتھروں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر' اس کے رسولؐ پر اور قرآن مجید پر ایمان رکھنے کا دعویٰ تو کرے لیکن عمل اس کے برعکس کر رہا ہو تو نتیجتاً اس کا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔ درحقیقت ہمیں ان آیات سے متنبہ ہو کر یہ دیکھنا چاہئے کہ کہیں ہمارے اندر بھی تو اس قسم کی کیفیات پیدا نہیں ہو گئیں۔ اگر بنی اسرائیل جیسی عظیم المرتبت امت کا' جسے خود قرآن حکیم کے مطابق تمام دنیا پر فضیلت عطا کی گئی تھی' یہ حشر ہوا ہے تو اسی روش پر چلنے اور وہی عقائد و اعمال اختیار کرنے پر ہمارا بھی ویسا ہی انجام ہو سکتا ہے۔ اس ضمن میں حضور اکرم ﷺ کی یہ حدیث بھی ہمارے پیش نظر رہنی چاہئے جس کے مطابق آپؐ نے فرمایا کہ تم مسلمان بھی لازماً سابقہ امتوں کی پیروی کرو گے۔ آپؐ کا یہ فرمان دراصل ہمارے لئے ایک پیشگی وارننگ درجہ رکھتا ہے۔

☆ ☆ ☆

جب شریعت پر عمل کرنا دشوار ہو جائے گا

عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ وَرَائِكُمُ الصَّبرَ لِلْمُتَمَسِّكِ فِيْهِنَّ يَوْمَئِذٍ بِمَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ اَجْر خمسين مِنْكُمْ قَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَوَ مِنْهُمْ قال بَلْ مِنْكُمْ (اخرجه الطبرانی فی معجم الكبير وابن نصر فی السنه)

حضرت زید بن وہب نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ اے مسلمانو! تم پر بہت بھاری دن آنے والے ہیں اور جو تم میں سے اس دور میں اس (دین) پر قائم رہے گا اس کے لئے تمہارے پچاس آدمیوں جیسا اجر ہو گا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دریافت فرمایا کہ آیا ان کے پچاس آدمیوں جتنا اجر ملے گا تو اس پر آپؐ نے فرمایا نہیں' بلکہ تم میں سے پچاس جیسا۔

اگر دیکھا جائے تو آج ہم اس دور سے گزر رہے ہیں کہ جس میں دین اسلام کو اختیار کرنے پر انتہائی صبر اور آزمائش میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ آج جو شخص حلال روزی کمانے' اسلامی معاشرت اختیار کرنے اور اپنے معاملات اسلام کے دستور کے مطابق استوار کرنا چاہتا ہے' اس کے لئے زندگی کتنی مشکل اور کٹھن ہے۔ معاملہ وہی بن گیا ہے جو آپؐ نے فرمایا تھا کہ ابتدا میں اسلام اجنبی تھا اور عنقریب پھر وہ اجنبی ہو جائے گا لیکن اس وقت اُس کو اختیار کرنے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔ یہ کتنی بڑی خوشخبری ہے کہ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے دور کے پچاس مسلمانوں جیسا اجر عطا فرمائے گا۔

خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا نقیب

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

جلد 10 شمارہ 47

13 تا 19 دسمبر 2001ء

(۲۷ رمضان تا ۳ شوال ۱۴۲۲ھ)

بانی : اقتدار احمد مرحوم

مدیر : حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: فرقان دانش خراسانی

معاونین: مرزا ایوب بیگ ' سردار اعوان
محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت : شیخ رحیم الدین

پبلشر: اسعد احمد مختار ' طابع: رشید احمد چوہدری

مطبع: مکتبہ جدید پریس ' ریلوے روڈ ' لاہور

مقام اشاعت: 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

فون: 03-5869501 فیکس: 5834000

E-Mail:anjuman@tanzeem.org

Website:www.tanzeem.org

قیمت فی شمارہ : 5 روپے

سالانہ زر تعاون :

اندرون ملک...... 250 روپے

بیرون پاکستان:

☆ یورپ ' ایشیا ' افریقہ وغیرہ

1500 روپے

☆ امریکہ ' کینیڈا ' آسٹریلیا وغیرہ

2200 روپے

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حافظ عاکف سعید

پستی کی انتہا

ایک اطلاع کے مطابق اسلامی جمہوریہ پاکستان کی قابل احترام حکومت نے اوقاف کی مساجد میں قنوت نازلہ کے پڑھنے اور خطبات جمعہ میں جہاد و قتال فی سبیل اللہ پر گفتگو پر پابندی عائد کر دی ہے اور اس فرمان شاہی کی خلاف ورزی کو قابلِ دست اندازیٔ پولیس قرار دیا ہے۔ سبحان اللہ! اسلام کے نام پر بننے والے اور ''لا الہ الا اللہ'' کی اساس پر قائم ہونے والے ملک میں اسلام اور اس کی آفاقی تعلیمات کا یہ حشر!۔۔۔ جی ہاں' یہ وہی ملک ہے جسے ''عالم اسلام کی آنکھوں کا تارا'' کہا جاتا ہے۔ جہاں پہلے ہی سودی معیشت جس میں ملوث افراد کے خلاف اللہ اور اس کے رسول کا کھلا اعلان جنگ ہے' ہوا اور پانی کی مانند عام ہے اور سود کے فروغ کے لئے حکومت کروڑہا روپے سالانہ خرچ کرنے کو بھی ملک کی سسکتی معیشت کے لئے ناروا بوجھ محسوس نہیں کرتی بلکہ عوام کو سود اور جوئے کی چاٹ لگانے پر گویا ادھار کھائے بیٹھی ہے۔ جہاں ستر و حجاب کی قیود سے آزاد مخلوط معاشرت رائج ہے کہ جس میں مختلف اشیائے صرف کی اشتہار بازی کے لئے بطور کشش عورت کے رسوا کن استعمال کو اس کی عزت افزائی تصور کیا جاتا ہے اور اس طرح اسلامی اصول معاشرت کے خلاف کھلم کھلا بغاوت کو قابل فخر گردانا جاتا ہے ۔۔۔ نظام اجتماعی کے حوالے سے تو پہلے ہی یہاں ''یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود'' کا نقشہ ہے۔۔۔ اب صرف اتنی سی کسر باقی تھی کہ مساجد کی چار دیواری کے اندر مداخلت کر کے روح دین کے خاتمے کی سعیٔ نامشکور کی جائے۔ اقبال نے تو قریباً ایک صدی قبل افغانیوں کے سینوں میں موجزن غیرت دین اور حمیت حق کے سوتوں کو خشک کرنے کا یہ علاج شیطان کی زبان سے تجویز کیا تھا کہ ؎

افغانیوں کی غیرت دیں کا ہے یہ علاج ملا کو اس کے کوہ و دمن سے نکال دو

جس پر شیطان کے ایجنٹ آج پوری طرح عمل پیرا ہیں' لیکن مسلمانان پاکستان کے سینوں میں دبی ہوئی حمیت و غیرت دین کی چنگاری کو سرد کرنے کے لئے شیطانِ بزرگ امریکہ نے ہمارے فرمانرواؤں کو یہ پٹی پڑھائی ہے کہ مساجد اور مدارس کی یہ ''شرانگیزی'' کہ وہاں جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے راگ الاپے جائیں' فوراً ختم کی جائے کہ یہ مزاج شاہاں پر گراں گزرتی ہے۔ شاہ سے بڑھ کر شاہ کے وفاداروں کے لئے امریکہ کے چشم ابرو کا اشارہ بھی حکم قطعی کا درجہ رکھتا ہے لہٰذا ایسے ''شرپسند'' غزل سراؤں کو چمن سے نکال دینے کا حکومتی فرمان جاری کرنے میں ہرگز تامل کا مظاہرہ نہیں کیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی مساجد میں نماز فجر کے ساتھ پڑھی جانے والی قنوت نازلہ پر پابندی کا شاہی فرمان بھی جاری کر دیا گیا کہ اس طرح یہود و نصاریٰ اور اعداء اسلام کو باآواز بلند بددعائیں دینا بھی مغربی آقاؤں کی ناراضگی کا سبب بن سکتا تھا۔ جبکہ ہمارا ملجا و ماویٰ تو اب سوائے امریکہ کے اور کوئی ہے نہیں' اللہ سے ہم نے ویسے بھی لڑائی مول لے رکھی ہے' لہٰذا مساجد میں اپنے آقاؤں کو لعن طعن کرنے کا یہ سلسلہ اب فوری طور پر بند ہو جانا چاہئے ۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں' خدا سے نومیدی مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے!

ہم اپنے حکمرانوں کو یہ بتانا اپنا دینی و اخلاقی فرض سمجھتے ہیں کہ مغربی آقاؤں کو واقعی خوش کرنا اپنے اسلام سے اعلانیہ تائب ہو کر اور ان کے مذہب کو قبول کئے بغیر ممکن نہیں ہے۔ قرآن حکیم میں یہ بات ایک اٹل قانون کے طور پر وارد ہوئی ہے کہ اے مسلمانو! ''تم ہرگز یہود و نصاریٰ کو خوش نہیں کر سکتے جب تک کہ (اپنا دین چھوڑ کر) ان کی ملت کی پیروی اختیار نہ کرو''...... لہٰذا اگر وہ واقعی یہود و نصاریٰ کو راضی کرنے پر تلے ہوئے ہیں تو انہیں یہ کڑوا گھونٹ بھرنا ہی پڑے گا۔ ساتھ ہی قرآن کی یہ وارننگ بھی ہم سنائے دیتے ہیں کہ ''اگر تم نے واضح علم آ جانے کے بعد بھی ان (یہود و نصاریٰ) کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ کے (عذاب کے) مقابلے میں تمہارا کوئی مددگار اور حمایتی نہیں بن سکے گا''۔ ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں۔ OO

بلاشبہ قرآن مجید اللہ کے دین کو غالب کرنے کے لئے جہاد و قتال کی دعوت دیتا ہے

پاکستان میں اسلام اور سیکولرازم کے درمیان پنجہ آزمائی کا وقت قریب آن پہنچا ہے

بحالات موجودہ طالبان نے درست طرزِ عمل اختیار کیا ہے کیونکہ دوسرا راستہ خودکشی کا تھا جو درست نہیں

اللہ سے دعا ہے کہ سورۂ روم کی ابتدائی چار آیات کو پاکستان اور افغانستان کے حالات کا مصداق بنا دے

مستقبل کے لائحہ عمل کی تیاری کے لئے ماضی کے حالات وواقعات کا باریک بینی سے جائزہ لینا ہوگا تاکہ ان غلطیوں کا اعادہ نہ ہو

ہوسکتا ہے کہ پاکستان میں اپنی فتح کے نشے میں چور سیکولر حکمران طبقہ مذہبی و دینی عناصر کے خلاف کریک ڈاؤن شروع کردے

مدارس پر حکومت کا کنٹرول تسلیم نہ کیا جائے البتہ علماء کو خود دورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق نصاب میں تبدیلیاں کرنی چاہئیں

مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے 7 دسمبر کے خطاب جمعہ کی تلخیص

دورۂ ترجمہ قرآن کے دوران سورۂ روم کی ابتدائی پانچ آیات کا مطالعہ کرتے وقت دل سے دعا نکلی کہ اللہ اہل پاکستان اور افغانستان کے حالات کو بھی ان آیات کا مصداق بنا دے۔ یہ اکیسویں پارے کی سورۃ ہے۔ اس کا آغاز تین حروف مقطعات سے ہوتا ہے۔ فرمایا:

"الم۔ رومی مغلوب ہوگئے قریب کی سرزمین (یعنی شام) میں' اور وہ اپنی حالیہ مغلوبیت کے بعد عنقریب دوبارہ غالب آجائیں گے' چند ہی سالوں میں' کل اختیار اللہ ہی کا ہے' پہلے بھی اور بعد میں بھی' اور اس دن اہل ایمان بھی (غزوۂ بدر کی فتح پر) خوشیاں منا رہے ہوں گے' اللہ کی مدد سے' وہ مدد کرتا ہے جس کی چاہتا ہے وہ زبردست بھی ہے اور رحم فرمانے والا بھی۔"

ان آیات کا پس منظر یہ ہے کہ دور نبوی ﷺ میں جب جزیرہ نما عرب کے مرکزی شہر مکہ میں مسلمانوں کی مشرکین کے ساتھ کشاکش جاری تھی' شام کی سرزمین میں رومیوں کو ایرانیوں کے ہاتھوں بڑی زبردست شکست ہوئی تھی۔ روم اور فارس اس زمانے کی دو عظیم سلطنتیں (سپر پاورز) تھیں۔ رومی دراصل عیسائی یعنی اہل کتاب تھے جبکہ ایرانی آتش پرست تھے۔ کفار مکہ کی ہمدردیاں ایرانیوں کے ساتھ تھیں کہ جو عقائد کے لحاظ سے مشرکین عرب سے زیادہ قرب رکھتے تھے۔ کئی سو سال سے اس علاقے کی تاریخ یہ رہی تھی کبھی رومی پورے مشرق وسطیٰ سے ایرانیوں کو نکال کر ایشیائے کوچک تک محدود کر دیتے تھے اور کبھی ایسا ہوتا تھا کہ ایرانی آگے بڑھتے تھے اور اس پورے علاقے سے رومیوں کو نکال باہر کرتے تھے۔ ان کے مابین یہ معاملہ کئی سو سال سے چل رہا تھا۔ حضور ﷺ پر نزول وحی کا آغاز ۶۱۰ء میں ہوا۔ ادھر حضور ﷺ کی دعوت کا ابتدائی دور تھا اور مسلمانوں کو کفار کی طرف سے مشکلات کا سامنا تھا کہ ۶۱۴ء میں ایرانیوں نے رومیوں کو ایک بڑی فیصلہ کن شکست دی اور انہیں شام سے نکال دیا۔ مشرکین عرب اپنے آپ کو ایرانیوں کے ساتھ identify کرتے تھے اور رومی عیسائیوں کے بارے میں کہتے تھے کہ یہ مسلمانوں کے بھائی ہیں اس لئے کہ مسلمان بھی حضرت عیسیٰ اور انجیل کو مانتے ہیں۔ لہٰذا جب ایرانیوں کو فتح حاصل ہوئی تو کفار مکہ نے بغلیں بجائیں اور کہا کہ دیکھو اے مسلمانو' تمہارے ساتھی مارے گئے ہیں۔ اس پر مسلمانوں میں ایک افسردگی کی لہر دوڑ گئی۔ اس موقع پر سورۂ روم کی مذکورہ بالا آیات نازل ہوئیں۔ ان آیات میں بیان شدہ پیشین گوئی کے عین مطابق ۶۲۴ء میں رومیوں نے ایرانیوں سے زبردست انتقام لیا اور ایران کو ذلت آمیز شکست ہوئی۔ دوسری طرف اسی سال یوم بدر میں مسلمانوں کو بھی عظیم فتح حاصل ہوئی۔ چنانچہ ان آیات کے مطالعہ پر میرے دل سے اک ہوک سی اٹھی کہ کاش یہی صورت حال پاکستان اور افغانستان کے مستقبل قریب کے حالات پر بھی منطبق ہو جائے۔ آج ہمارے پڑوسی ملک افغانستان میں طالبان فی الوقت مغلوب ہو گئے ہیں۔ اے اللہ! وہ بھی اپنی مغلوبیت کے بعد جلد ہی غالب آجائیں جیسے چند سالوں کے اندر اندر وہاں پانسہ پلٹ گیا تھا اور رومیوں نے ایرانیوں کو سخت ترین شکست دی تھی۔ یہ سب معاملات اللہ کے اختیار سے باہر نہیں ہیں۔ آج بھی جو افغانستان میں ہو رہا ہے' اللہ کی مرضی کے خلاف نہیں ہو رہا ہے۔ اللہ کے فیصلے کے علی الرغم تو کوئی شے ہو ہی نہیں سکتی۔ ہمارا کام یہ ہے کہ اپنی آخری حد تک جدوجہد کرتے رہیں اور اللہ کی طرف سے جو بھی فیصلہ آئے اسے بسر و چشم قبول کیا جائے۔ ان آیات کی رُو سے مسلمانوں کو بھی اسی سال غزوۂ بدر کی فتح نصیب ہوئی تھی جس سال رومیوں کو فتح حاصل ہوئی تھی۔ گویا یہ مسلمانوں کے لئے دہری خوشی کا معاملہ تھا۔ چنانچہ میرا ذہن ادھر منتقل ہوا کہ اللہ کے لئے تو کوئی مشکل نہیں ہے' کیا عجب کہ چند سالوں میں پاکستان میں بھی اسلامی انقلاب اپنے تکمیلی مراحل میں داخل ہو چکا ہو اور دوسری طرف طالبان کو بھی فتح حاصل ہو جائے۔ اس طرح افغانستان کی موجودہ صورتِ حال پر صاحبِ ایمان حضرات کو جو صدمہ ہوا ہے اس وقت ان کے لئے بھی دوہری خوشی کا سامان ہو جائے گا۔ اللہ کرے ایسے ہی ہو! (آمین)

بہرحال میرے نزدیک طالبان نے حالات کے مطابق صحیح طرزِ عمل اختیار کیا ہے' کیونکہ دوسرا راستہ خودکشی کی طرف جاتا ہے۔ مستقبل میں کیا ہوگا' کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے ماضی میں جھانک کر دیکھیں کہ ہم سے کیا کوتاہی ہوئی جس کے باعث یہ معاملات پیش آئے۔ مستقبل کے حوالے سے یہی کرنے کا کام ہے تاکہ آئندہ یہ غلطیاں دہرائی نہ جائیں۔ ہم نے اپنے موقف کو جن بنیادوں پر استوار کیا تھا' وہ بالکل واضح ہیں۔ ایک حکومت جو ملک کے ۹۵ فیصد حصہ پر قائم تھی اور جس نے پورے ملک میں امن وامان قائم کر دیا تھا' اس حکومت میں شریعت کو ہر شے پر بالادستی حاصل تھی۔ لہٰذا یہ بات بھی مسلم تھی کہ یہ اسلامی حکومت ہے اور اس کے خلاف جو لڑ رہے تھے' وہ باغی تھے۔ اس اعتبار سے شمالی اتحاد کے خلاف طالبان حکومت کی جنگ کو جہاد فی سبیل اللہ کا درجہ حاصل تھا۔ کشمیر میں ریاستی جبر کے خلاف آزادی کے

لئے جو جدوجہد ہو رہی ہے' وہ جہاد فی الحریہ ہے۔ وہ بھی ایک جائز جہاد ہے۔ اس میں بھی جو جان دے گا اسے شہادت کا مرتبہ حاصل ہو گا۔ لیکن جہاد فی سبیل اللہ بالکل اور شے ہے۔ چنانچہ ہم نے طالبان کی جنگ کو جہاد فی سبیل اللہ قرار دیا اور ان کے ساتھ تعاون کو ایک فریضہ قرار دیا۔ ہم نے اپنی امکانی حد تک ان کی مدد کی ہے۔ لیکن موجودہ حالات میں میرا خیال ہے کہ طالبان کا سردست اپنی تحریک کو ختم کرنے کا خیال درست ہے۔ افغانستان میں حالات اب دو رخ اختیار کر سکتے ہیں۔ پہلا تو یہ کہ اگر مختلف افغان گروپ متحد ہو کر ایک متفقہ حکومت بنالیں تو ایک اعتبار سے یہ خوشی کی بات ہو گی کہ وہاں امن وامان قائم ہو جائے گا۔ جو ملک ۲۲ برس سے جنگ و جدال کا میدان بنا ہوا ہے' اس کی تعمیر نو کا آغاز ہو جائے گا جو بہت اچھا ہو گا۔ ایسی صورت میں وہاں منہج انقلاب نبویؐ کے مطابق کام کرنے کا بھی موقع ہو گا۔ طالبان کے پاس یقیناً عددی نفری موجود ہے۔ ان کے پاس کارکن ہیں تو ان کے کرنے کا کام یہ ہو گا کہ وہ پہلے عوام کی روحانی' فکری اور ذہنی تربیت کریں' ان کے ذہن اور سوچ کو بدلیں۔ پڑھے لکھے طبقات کے ذہنوں میں کمیونزم نے اپنی جڑیں بہت گہری جمائی ہوئی ہیں۔ دعوت بالحکمۃ کے ذریعے قرآن کی حقانیت ان پر واضح کی جائے۔ فتوے سے کام نہیں چلے گا۔ فتویٰ تو یہ ہے کہ یہ شے حرام ہے' لیکن جدید ذہن یہ پوچھتا ہے کہ کیوں حرام ہے۔ جیسے قرآن دلیل سے بات کرتا ہے اسی طرح ایسے پڑھے لکھے طبقات پر دلیل سے دین کی حقانیت واضح کرنا ہو گی۔ اور پھر جو لوگ دین کو قائم کرنے کے لئے تیار ہوں' وہ ایک تنظیم کی شکل میں جماعت بنائیں جو بیعت پر قائم ہو۔ یہ جماعت منہج انقلاب نبویؐ کے مطابق افغانستان میں دین قائم کرنے کی جدوجہد کرے۔ ایسی صورت میں جو اسلامی حکومت قائم ہو گی وہ دیرپا اور پائیدار ہو گی' البتہ یہ تو اس صورت میں ہو گا جبکہ وہاں ایک متحد اور مضبوط حکومت قائم ہو جائے۔ لیکن آثار بتاتے ہیں کہ وہاں کوئی پائیدار حکومت شاید ہی بن سکے۔ دوستم کا بیان آ گیا ہے کہ میں نہ کابل جاؤں گا نہ شمالی اتحاد والوں کو یہاں گھسنے دوں گا۔ دوسری طرف حکمت یار نے بھی کہہ دیا ہے کہ یہ غیر منصفانہ تقسیم ہے' لہٰذا ہم اسے تسلیم نہیں کرتے۔ ان حالات میں اندیشہ ہے کہ ان مختلف دھڑوں کے درمیان مفاہمت نہیں ہو سکے گی۔ پہلے تو شمالی اتحاد والے ایک مشترک دشمن یعنی طالبان کے خلاف جمع تھے' اگرچہ اس دوران بھی باہم لڑتے تھے لیکن اب تو اقتدار کا معاملہ ہے۔ چنانچہ ان کا آپس میں کوئی معاملہ طے ہوتا نظر نہیں آتا۔ تاہم اگر یہ خانہ جنگی جاری رہی تو افغان عوام میں امن وامان کی پیاس پیدا ہو گی اور ہو سکتا ہے کہ طالبان یا پھر اسی طرز کی کوئی تحریک اٹھ کھڑی ہو اور دوبارہ افغانستان میں اسلامی حکومت قائم ہو جائے۔

بہرحال آئندہ کیا ہو گا' کچھ کہنا قبل از وقت ہے۔ لہٰذا فی الحال ہم افغانستان کے بارے میں حالت منتظرہ میں رہنے پر مجبور ہیں۔

اب آیئے پاکستان کی طرف کہ ان حالات میں پاکستان میں کیا ہونا چاہئے۔ پاکستان میں اس وقت چونکہ بظاہر سیکولر ذہن رکھنے والوں کو بہت بڑی فتح حاصل ہوئی ہے اور طالبان کے حامی مذہبی عناصر کی سبکی ہوئی ہے' لہٰذا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی فتح کے نشے میں چور ہو کر ہمارا سیکولر حکمران طبقہ مذہبی و دینی عناصر کے خلاف کریک ڈاؤن کی جرأت کر ڈالے۔ اس ضمن میں وہ پہلا کام یہ کریں گے کہ دینی مدارس پر ان کا کنٹرول ہو جائے کیونکہ پوری دنیا کہہ رہی ہے کہ جہاد کا جذبہ دینی مدارس سے پروان چڑھتا ہے۔ ایک مرتبہ انگلستان کے وزیراعظم نے بھی قرآن کا نسخہ پارلیمنٹ میں لہرا کر کہا تھا کہ جب تک یہ کتاب موجود ہے' دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ ایک موقع پر ہائی کورٹ آف کلکتہ میں بھی یہ بات کہی گئی کہ قرآن مجید کی تعلیم پر پابندی لگنی چاہئے۔ دراصل قرآن سے انہیں یہ خطرہ ہے کہ یہ کتاب مظلوم کو ظالم کے خلاف آواز اٹھانے پر آمادہ کرتی ہے اور آج امریکہ کے نزدیک ہر وہ ملک یا شخص دہشت گرد ہے جو اس کے آگے سر جھکانے کو تیار نہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید کہتا ہے کہ اللہ کے دین کو غالب ہونا چاہئے۔ طاقت نہ ہو تو اور بات ہے' لیکن اہل حق کے پاس طاقت ہو اور وہ باطل کی قوت کو تسلیم کر لیں تو گویا ان کا ایمان ہی مشکوک ہو جائے گا۔

باطل دوئی پسند ہے حق لا شریک ہے
شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول

حق و باطل کا امتزاج ہی دراصل منافقت ہے' حق تو سربلند ہوتا ہے وہ مغلوب نہیں ہوتا۔ ہاں حق والے کمزور ہوں' مجبور ہوں تو باطل غالب رہ سکتا ہے لیکن حق پر ان کا یقین کامل ہو ان کے پاس طاقت بھی ہو اور پھر وہ باطل کو تسلیم کر لیں یہ ناممکن ہے۔ اس حوالے سے ظاہر ہے مدارس میں عربی اور قرآن مجید بھی پڑھایا جاتا ہے۔ جہاد کی آیات آتی ہیں۔ مدنی قرآن جہاد و قتال کے تذکروں سے بھرا پڑا ہے۔ اس حوالے سے ہو سکتا ہے جیسا کہ مصر کے مدارس میں ہوا ہے کہ درسی کتابوں میں سے وہ آیات نکال دی گئیں کہ جن میں جہاد و قتال کا ذکر ہے' ہمارے ہاں بھی ایسی کوشش کی جائے۔ اب سوچنا یہ ہے کہ کرنا کیا چاہئے۔ یہاں پر دو راستے ہیں۔ ایک یہ کہ دفاع افغان پاکستان کونسل کو اب ''دفاع اسلام کونسل'' یا متحدہ اسلامی محاذ میں بدل دیا جائے۔ اس پلیٹ فارم پر جمع ہو کر یہ دینی و مذہبی قوتیں طے کریں کہ انہیں الیکشن سے کوئی سروکار نہیں بلکہ یہ محاذ پُرامن مظاہروں کے ذریعے حکومت پر دباؤ ڈالے کہ اسلام نافذ کرو۔ اگر لاکھوں افراد کے پُرامن مظاہرے ہوں تب اس میں اثر پیدا ہو گا۔ اگر یہ ساری دینی جماعتیں جمع ہو جائیں تو لاکھوں کے مظاہرے ہو سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ میرا مشورہ یہ ہے کہ مدارس پر حکومت کا کنٹرول تسلیم نہ کیا جائے' البتہ مدارس کے نصاب میں دور حاضر کے تقاضوں کے پیش نظر علماء کو خود مناسب تبدیلیاں کرنی چاہئیں' اس لئے کہ رائج الوقت نصاب ہماری موجودہ ضروریات کے مطابق نہیں ہے۔ یہ نصاب تو مسلمانوں کے دور عروج میں مفتی' قاضی اور خطیب مہیا کرنے کے لئے تھا۔ یہ جو عہدے درکار تھے ان کے لئے یہ مدارس سول سروس اکیڈمی کا درجہ رکھتے تھے۔

بہرحال نصاب میں علماء کو خود تبدیلیاں کرنی چاہئیں تاکہ علماء جدید علوم سے بھی متعارف ہوں۔ علماء کرام جدید فکر' جدید سائنس' جدید فلسفہ پڑھیں گے تو اس دور کے تقاضوں کو پورا کر سکیں گے۔ اس ضمن میں سعودی عرب کے تجربات سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ انہوں نے اپنے ہاں ایک نظام تعلیم بنا دیا ہے۔ یہ نہیں کہ انگریزی' عربی کی تعلیم علیحدہ علیحدہ ہے بلکہ ایک نظام تعلیم ہے۔ بنیادی تعلیم کی تکمیل کے بعد کوئی انجینئرنگ میں جائے' کوئی میڈیکل میں جائے' کوئی کلیۃ الشرعیہ اور کوئی کلیۃ القرآن میں جائے لیکن نیچے جو بنیاد ہے یعنی ہائی سکول کی سطح تک ایک ہی نظام تعلیم ہو۔ وہاں ہائی سکول تک دینی اور دنیوی تعلیم ساتھ ساتھ چلتی ہیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ کچھ لوگ ایک طرف قرآن و حدیث کے تو ماہر ہیں لیکن دوسری طرف زیرو ہیں۔ یا یہ کہ پی ایچ ڈی کر کے تو آ گئے ہیں فزکس میں' کیمسٹری میں یا کسی اور مضمون میں' لیکن دینی تعلیم سے بے بہرہ ہیں۔ یہ جو ہمارے ہاں جداگانہ شعبے ہو گئے ہیں ان کو ختم ہونا چاہئے۔ ہمارے ہاں حکومت نے کوشش کی ہے' سکولوں اور کالجوں میں اسلامیات کے مضمون کو لازمی کر دیا لیکن یہ کافی نہیں ہے۔

بہرحال اگر متحدہ محاذ وجود میں نہیں آتا تو پھر بھی ہم نے تو منہج نبوی ﷺ کے مطابق یہی کام کرنا ہے۔ ایسے میں تنظیم اسلامی کے رفقاء کا یہ کام ہو گا کہ ساتھیو مشغلوں کو تیز کرو۔ اب مرحلہ آ گیا ہے کہ اس ملک کے اندر اسلام کو سیکولرازم سے پنجہ آزمائی کرنی ہے۔ اس پر اگرچہ بڑا خلفشار اس ملک کے اندر ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ہمیں اس کے لئے خود کو تیار کرنا چاہئے۔ اول تو ہماری کوشش ہو گی کہ متحدہ محاذ وجود میں آ جائے' اگر خدانخواستہ نہیں ہوتا تو ہمیں خود یہ کام کرنا ہے۔ منہج انقلاب نبویؐ ہمارے پروگرام کی بنیاد ہے۔ ہم اس کے مطابق اپنے کام کو لے کر چلیں گے۔

تجزیہ

حالیہ جنگ کے نتیجے میں پیدا ہونے والے

دو متضاد اور مخالف نقطہ ہائے نظر کا جائزہ

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

ابوالحسن

افغانستان میں جنگ ظاہری طور پر اپنے انجام کو پہنچ چکی ہے' طالبان اپنے گڑھ اور آخری مرکز قندھار سے بھی پسپا ہو چکے ہیں۔ ان کے مرکزی قائدین پہاڑوں میں روپوش ہو گئے ہیں جبکہ ان کی افواج مخالفین کے آگے ہتھیار ڈال کر اب دشمنوں کے رحم وکرم پر ہیں۔ اس جنگ کے آغاز ہی سے دو متضاد اور مخالف نقطہ ہائے نظر واضح طور پر سامنے آئے تھے۔ ایک حکومتی موقف تھا جس کی حمایت حکومت سے موافقت رکھنے والوں کے علاوہ بعض حکومت مخالف طبقات بھی کر رہے تھے' جن میں پاکستان پیپلز پارٹی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ ان سب کا موقف تھا کہ امریکہ بہت بڑی طاقت ہے اور دنیا صحیح یا غلط ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے انتہائی طاقتور ہونے کی وجہ سے اس کا ساتھ دے رہی ہے اور ہماری خیر اور سلامتی بھی اس میں ہے کہ ہم طاقت کے سامنے سرنڈر کر جائیں اور اگر مگر کرنے کی بجائے امریکہ کو افغانستان کے خلاف اپنے غیر مشروط تعاون کا یقین دلائیں۔ امریکہ طاقت کے نشہ میں اندھا ہو چکا ہے۔ وہ راستے کی ہر رکاوٹ تہس نہس کر دے گا۔ اندھی جذباتیت تباہ کن ثابت ہوگی۔ مصلحت کا تقاضا ہے کہ حق و باطل اور جائز و ناجائز کے چکر میں پڑنے کی بجائے اپنا الو سیدھا کریں۔ فرنٹ لائن سٹیٹ بننے کا پورا پورا فائدہ اٹھائیں اور معاشی مفادات سمیٹیں۔ حکومت مخالف نقطہ نظر یہ تھا کہ ہمیں مادی سطح سے بلند ہو کر اخلاقی اور دینی سطح پر اپنی سوچ اور طرزِ عمل کو استوار کرنا چاہئے۔ ہمیں اس قرآنی اصول کو حرزِ جان بنانا چاہئے کہ یہود و نصاریٰ ایک دوسرے کے دوست ہیں جو تمہارے دوست کبھی نہیں بنیں گے اور اہل ایمان میں سے جو انہیں دوست بنائے گا وہ ان ہی میں سے ہوگا۔ پھر یہ کہ مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد کرنا کافرانہ فعل ہے۔ لہٰذا ہمیں نفع و نقصان کا حساب جوڑنے کی بجائے ایک اسلامی ریاست کی تباہی و بربادی میں حصہ دار نہیں بننا چاہئے۔ ہمیں گردن جھکانے کی بجائے غیرت و حمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے گردن کٹوانے کو ترجیح دینا چاہئے۔ ہمیں پسپائی اختیار کرنے کی بجائے ڈٹ جانا چاہئے اور دنیا میں کسی کی خدائی تسلیم کرنے سے انکار کر دینا چاہئے۔ جہاد کا راستہ ہی عزت کا راستہ ہے' نتیجہ شہادت کی صورت میں نکلے یا غازی بن کر زندہ رہنے کی صورت میں۔

ہمارا معاشرہ کھلم کھلا ایک سیکولر معاشرہ نہیں ہے۔ لوگ عملی طور پر شریعت کے پابند ہوں یا نہ ہوں' وہ اسلام کے بنیادی عقائد کے خلاف کچھ سننے کو تیار نہیں ہوتے۔ وہ اسلام سے شدید جذباتی لگاؤ رکھتے ہیں لہٰذا وہ اسلام کے کسی بنیادی عقیدہ یا رکن کے خلاف کوئی بدگوئی گوارا نہیں کرتے۔ عوام کے اس رجحان کو سمجھتے ہوئے اول الذکر نظریہ کا حامل طبقہ بھی بڑا زور دے کر یہ بات کہتا ہے کہ ہم نہ جہاد کے خلاف ہیں اور نہ ہی مسلمانوں کے خلاف یہود و نصاریٰ سے دوستی کرنے کے حق میں ہیں بلکہ درحقیقت ہماری رائے یہ ہے کہ مغرب ٹیکنالوجی کی بنیاد پر عسکری قوت میں مسلمانوں سے کہیں آگے نکل چکا ہے' چنانچہ ہمیں کسی کو للکارنے سے پہلے اپنی قوت کا صحیح صحیح اندازہ کرنا چاہئے اور بغیر مناسب قوت کے میدانِ جنگ میں کود پڑنا خودکشی کے مترادف ہے۔ معاشرے کے رجحانات کا اندازہ کرتے ہوئے وہ کبھی میثاق مدینہ سے اور کبھی صلح حدیبیہ سے اپنے دلائل کو تحفظ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

ہماری رائے میں اول الذکر رائے رکھنے والا طبقہ جو عمومی طور پر سیکولر ذہن افراد پر مشتمل ہے اس کے دلائل پر اگر سرسری نگاہ ڈالی جائے تو وہ خالصتاً مادہ پرستانہ سوچ کے حوالے سے وزنی محسوس ہوتے ہیں لیکن اگر باریک بینی سے اور گہرائی میں جا کر ان دلائل کا تجزیہ کیا جائے تو اسلام دشمن قوتوں سے تعاون مادی لحاظ سے بھی انتہائی محدود وقت کے لئے ریلیف کا باعث بن سکتا ہے۔ پاکستان اور مسلمانوں کے مستقبل کے حوالہ سے یہود و نصاریٰ سے تعاون انتہائی مہلک' ضرر رساں اور ہلاکت خیز ثابت ہوگا۔ اس یقین کی بنیاد محض عقیدہ نہیں ہے بلکہ ماضی قریب کی تاریخ کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو صورت حال دو اور دو چار کی طرح واضح ہو کر ہمارے سامنے آ جائے گی۔ تفصیل میں جانے سے بات طویل ہو جائے گی' صرف مسئلہ فلسطین اور مسئلہ کشمیر کا جائزہ لیں۔ فلسطینیوں کی اسرائیل کے خلاف جدوجہد جاری تھی۔ وہ اس جدوجہد میں متفق بھی تھے اور متحد بھی۔ یاسر عرفات کو آزاد فلسطین کی جھلکی دکھا کر اوسلو معاہدہ میں جکڑ لیا گیا۔ فلسطینیوں میں یاسر عرفات متنازعہ ہو گیا۔ اس کی شخصیت کو اس کے عوام میں مشکوک بنا دیا گیا پھر اس سے کئے ہوئے وعدوں سے منحرف ہو گئے۔ یاسر عرفات گھر کا رہا نہ گھاٹ کا۔ آج وہ اپنے دشمنوں سے مذاکرات اور امن کی بھیک مانگتا ہے' جواب میں میزائل اور راکٹ آتے ہیں اور فلسطینی دن رات اپنے پیاروں کے جنازے ڈھو رہے ہیں۔ یورپ اور امریکہ اس تباہی و بربادی پر یہ تبصرہ کرتے ہیں کہ اسرائیل کو اپنے تحفظ کا حق حاصل ہے۔ یاسر عرفات اپنوں کی نفرت اور حقارت کا نشانہ بن کر بھی امن حاصل کر نہ کر سکا لہٰذا وہ سو عدد پیاز کے ساتھ ساتھ سو عدد جوتے بھی کھا رہا ہے۔ عزت بھی جاتی رہی اور تباہی و بربادی سے بھی بچا نہ جا سکا۔ ۱۹۴۸ء میں پاکستان نے کشمیر میں جنگ بندی قبول کی۔ کشمیر کے مسئلہ کے حل کے لئے اقوام متحدہ جس کی حیثیت امریکہ کی کنیز اور باندی کی سی ہے' پر انحصار کیا۔ اس اقوام متحدہ نے عیسائی مشرقی تیمور کو چند ہفتوں میں آزادی دلا دی جبکہ کشمیر کو ۵۳ سال سے لٹکایا ہوا ہے۔ ۱۹۶۲ء میں امریکہ کے کہنے پر ہند چین جنگ کے دوران کشمیر حاصل کرنے کا سنہرا موقع گنوا دیا۔ اس کے بعد آج تک بھارتی فوج نے طرح طرح کے مظالم سے ایک لاکھ کے قریب بے گناہ کشمیری شہید کر دیئے ہیں اور کشمیری آزادی سے پھر بھی کوسوں دور ہیں۔

اگرچہ اس دلیل میں وزن ہے کہ اپنی قوت کا صحیح اندازہ کئے بغیر جنگ میں نہیں کودنا چاہئے لیکن ۱۹۹۰ء کی خلیج کی جنگ چھوڑ دیں کہ اس میں صدام حسین کی حیثیت ہی متعین نہیں ہوتی کہ وہ امریکہ کا مدمقابل اور دشمن تھا یا امریکی ایجنٹ تھا' اس جنگ کے علاوہ تمام جنگیں مسلمانوں پر مسلط کی گئیں۔ آخر کار ہمارے دانشور اور فہیم تجزیہ نگار کشمیریوں اور فلسطینیوں کے لئے کچھ تجویز بھی کریں کہ وہ کون سا راستہ اختیار کریں کہ انہیں آزادی نصیب ہو اور اپنے وہ بنیادی انسانی حقوق حاصل کر سکیں جن کا چرچا یہ مبینہ مہذب اقوام دن رات کرتی رہتی ہیں۔ ہمیں اپنے ان دانشوروں کے بھول پن پر ہنسی بھی آتی ہے اور ان کی عقل کا ماتم کرنے کو بھی جی چاہتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں اقوام

مغرب کے ساتھ صلح و آشتی سے رہتے ہوئے بڑے پیار و محبت سے وہ ٹیکنالوجی حاصل کر لینی چاہئے جس کی بنا پر آج وہ اتنے طاقتور ہیں اور جن سائنسی علوم پر آج انہیں دسترس حاصل ہے' انہیں ان سے حاصل کرنا چاہئے۔ کس عقل کے اندھے کو اس سے اختلاف ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ کیا وہ اتنے بودے اور احمق ہیں کہ وہ یہ سب کچھ اپنے دشمن کو حاصل کرنے دیں گے۔ آیئے اس مسئلہ کو بھی ماضی قریب کی تاریخ سے سمجھیں۔ عیسائی دنیا نے ایٹم بم بنایا' ہندوؤں نے بنایا' سوشلسٹ اور کمیونسٹ دنیا نے بنایا' یہودیوں کے پاس اس وقت دو سو ایٹم بم ہیں لیکن کسی کے ایٹم بم پر شور نہیں مچایا گیا۔ پاکستان نے چھوٹی سی ایٹم بم بنائی' وہ بھی قدرت کو منظور تھی اور افغانستان کی جنگ کی آڑ میں بن گئی لیکن اسے اسلامی بم کہہ کر وہ طوفان کھڑا کیا گیا جس کا ہم سب کو علم ہے۔ جنوبی ایشیا میں امریکی افواج کا نزول اس لئے بھی ہے کہ اس قصہ کو بھی پاک کیا جائے۔ اب ہم اپنی دانشوری سے اپنے دشمنوں کو اتنا قریب لے آئے ہیں کہ وہ ہماری ایٹمی تنصیبات پر کسی وقت بھی جھپٹ سکتے ہیں۔

ایٹم بم اور اقتصادی قوت کا بم اس وقت دنیا کا بہترین اور زبردست اسلحہ ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو نے ایٹم بم بنانے کی بنیاد فراہم کی' عربوں کو تیل کا ہتھیار استعمال کرنے کی ترغیب دی' تیسری دنیا کو اقتصادی قوت بنانے کے لئے شمالی کوریا میں ان ملکوں کے سربراہوں کی کانفرنس کی تجویز دی۔ اسے دھمکی دی گئی کہ باز آ جاؤ' مسلمانوں کے لئے ہم نے ترقی حرام قرار دی ہوئی ہے اور اگر باز نہ آئے تو ہم تمہیں عبرت کا نشان بنا دیں گے۔ بھٹو باز نہ آیا اور اسے عبرت کا نشان بنا دیا گیا۔ شاہ فیصل جو بھٹو کی ان تجاویز کو مسلمانوں کے لئے انتہائی مفید سمجھتا تھا اور ان تجاویز کو عملی شکل دینے میں سرگرم ہوا چاہتا تھا کہ ایک آوارہ منش شہزادے کے ذریعے اسے شہید کروا دیا گیا۔ سوال یہ ہے کہ جب تمام دروازے بند کر دیئے جائیں اور یوں محصور کر دیا جائے اور ہر راستے پر پہرہ بٹھا دیا جائے تو پھر محصورین کے پاس یقیناً یہی دو راستے ہیں جو آج کے مسلمان کے سامنے ہیں: یا آپ کی تجویز کے مطابق مکمل طور پر ہتھیار ڈال دیئے جائیں اور بھکاری بن کر ان کے در پر ڈیرہ ڈال دیا جائے' پھر جو وہ جھولی میں ڈال دیں اسے اپنا مقدر سمجھ کر قبول کر لیا جائے یا پھر دوسرا راستہ اختیار کیا جائے کہ بند دروازوں پر پورے زور سے ٹکریں ماری جائیں۔ یقیناً بہت خون بہے گا' بہت جانیں جائیں گی' بڑی قربانیاں دینی پڑیں گی لیکن اگر خلوص ہوگا' اگر اتحاد ہوگا اور اگر جہد مسلسل ہوگی تو دروازے چھوڑ پہاڑوں میں بھی دراڑیں پڑ سکتی ہیں۔ یہاں ایک وضاحت ضروری ہے کہ حکمت اور مصلحت بھی مومنوں کا اثاثہ ہوتی ہے اور یہ حکمت اور مصلحت بنیادی اصول ترک کئے بغیر بے خطر آتش میں کودنے والوں کو بھی برتنی ہوگی۔ ہم دانشور حضرات کی خدمت عالیہ میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ خوف اور مسلسل پسپائی کوئی پالیسی نہیں ہے' یہ طرز عمل آپ کو ایسی دلدل میں دھکیل دے گا کہ ایک وقت آئے گا کہ اس سے نجات ناممکن ہو جائے گی۔

آخر میں ہم موخر الذکر رائے رکھنے والے حضرات خصوصاً مذہبی عناصر کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ فضائے بدر پیدا کئے بغیر فرشتے قطار اندر قطار نازل نہیں ہوں گے بلکہ ایک فرشتہ بھی آپ کی مدد کو نہیں بھیجا جائے گا۔ آج کفار اور مسلمانوں کی قوت کے درمیان جتنا بڑا عدم توازن ہے وہ اللہ کی خصوصی مدد کے بغیر دور نہیں کیا جا سکتا اور اللہ کی مدد حقیقی مومن بنے بغیر کس طرح آ سکتی ہے! اگر ہماری کرتوتیں تو کافروں جیسی رہیں اور توقعات مومنوں جیسی رہیں تو اللہ اسی طرح ہمیں غیروں کے ہاتھوں ذلیل کرواتا رہے گا۔ ہمیں اپنی ذات کو' اپنے معاشرے کو اور اپنی ریاست کو حقیقت کے اعتبار سے بھی مشرف بہ اسلام کرنا ہوگا۔ اپنے وعدوں کے مطابق پاکستان کو حقیقی طور پر ایک ایسی اسلامی ریاست بنانا ہوگا جہاں قرآن و سنت رسولؐ کے مطابق تمام معاملات طے پائیں۔ افغانستان میں طالبان کو ہنگامی طور پر امور مملکت سنبھالنا پڑ گئے' شاید اس لئے وہ تعلیم و تربیت کے وہ مراحل طے نہ کر سکے جو اسلامی ریاست کے قیام کے لئے ناگزیر بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں منہج نبویؐ کے مطابق مرحلہ وار پیش رفت کرنا ہوگی۔ اسی میں دنیا اور آخرت کی فلاح مضمر ہے' دوسرے تمام راستے ہمیں منزل سے دور کر دیں گے۔ سمت درست ہو تو رفتار چاہے کتنی ہی کم کیوں نہ ہو' آخر راہی منزل پر پہنچ ہی جاتا ہے۔

بقیہ: صدائے خراسان

میں ترقی اور میزائل پروگرام میں پیش رفت سے تاحال کنارہ کشی اختیار کی گئی ہے۔

۷) حکومت وقت سے امریکہ کا ساتواں مطالبہ یہ ہے کہ این جی اوز کے ذریعے فحاشی اور عریانی کا جو سیلاب مغرب سے آ رہا ہے' اس کے لئے وہ اپنے ملک کے دروازے کھول دے۔ ایجنڈے کی اس شق پر پرویز مشرف پوری تندہی کے ساتھ عمل پیرا ہے۔ ان گنت این جی اوز ملک میں آزادانہ ماحول میں حکومتی سرپرستی کے تحت کام کر رہی ہیں۔ این جی اوز کے کارندے غربت و افلاس اور انتشار و کرپشن کے شکار عوام کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھا کر ان کو گمراہ کر رہے ہیں۔ ایک باقاعدہ منصوبے کے تحت اباحیت پسندی اور جنسی آوارگی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ اس حوالے سے حکومت نے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کو بھی کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔

۸) پرویز مشرف کو اس بات کا پابند بنایا گیا ہے کہ وہ عوام کے دلوں سے عشق رسولؐ کے جذبہ کو مٹائے' کیونکہ جدید تہذیب میں لبرل ازم کی رو سے عشق رسولؐ کی کوئی جگہ نہیں۔ چنانچہ حکومت کی طرف سے توہین رسالت کے قانون میں تبدیلی کی بات بڑے شد و مد کے ساتھ سامنے آئی تھی مگر ملک کے علماء کرام اور اسلام پسند قوتوں نے اس پالیسی کی شدید مذمت کر کے حکومت کو پسپائی پر مجبور کیا تھا۔ حکومت نے اگرچہ تاحال خاموشی اختیار کی ہوئی ہے لیکن جوں ہی حالات سازگار ہوں گے' حکومت توہین رسالت ایکٹ کو بھی ختم کر دے گی۔

۹) پرویز مشرف کی ایک ذمہ داری یہ لگائی گئی ہے کہ وہ اس ملک کے عوام کو معاش کے گھمبیر مسئلہ میں اس قدر الجھا دے کہ ان کے ذہنوں سے دین اسلام کے تصورات محو ہو جائیں۔ چنانچہ بین الاقوامی مالیاتی اداروں کی کڑی شرائط کی وجہ سے آج پوری قوم ایک معاشی بحران کا شکار ہے۔ آبادی کا ایک بڑا حصہ خوراک' علاج معالجے اور تعلیم و روزگار کی سہولیات سے یکسر محروم ہے۔ مالیاتی اداروں کی شرائط کے پیش نظر ایک خاص وقت گزرنے پر کسی نہ کسی بہانے اشیائے خورد و نوش اور دوسری ضروریات زندگی کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ قوم آہستہ آہستہ اس حدیث نبویؐ کا مصداق بنتی جا رہی ہے کہ ''قریب ہے کہ غربت کفر میں لے جائے۔''

۱۰) ایک مطالبہ یہ بھی ہے کہ حکومت کشمیر کاز سے دستبردار ہو جائے۔ اگرچہ کشمیر پر حکومت کا موقف تاحال اطمینان بخش ہے' لیکن اگر امریکہ اس خطہ میں قدم جمانے میں کامیاب ہو گیا تو اس حوالے سے خطرناک صورت حال جنم لے گی۔

مندرجہ بالا پس منظر میں پرویز مشرف کی امریکہ سے دوستی خالصتاً اپنی ذات اور اپنی ٹیم کی حد تک محدود نظر آتی ہے۔ وہ تمام بیانات جن میں پرویز مشرف کا موقف یہ ہے کہ موجودہ بحرانی صورت حال میں ''میرا اصل مشن پاکستان کو بچانا ہے'' جھوٹ پر مبنی ہیں۔ اسے نہ تو ملک عزیز ہے اور نہ اس کی نظریاتی سرحدیں۔ پاکستان اسلام کے دفاع کے لئے بنایا گیا تھا لیکن اگر اس ملک کی فضائیں اسلام کو مٹانے والوں کے ہاتھوں میں دے دی جائیں اور اس سرزمین پر اسلام دشمن افواج کے ناپاک قدم موجود ہوں تو پھر ایسے پاکستان' ایسی فوج اور ایسی ایٹمی صلاحیت کا کیا فائدہ! پاکستان اسلام کا قلعہ ہے' لیکن اس قلعہ میں اب اسلام ہی کو محصور کر دیا گیا ہے کہ کہیں وہ باہر نہ آ جائے اور اس کی بالادستی قائم نہ ہو جائے۔ آج اگرچہ حکومت سے یہ مطالبہ ہو رہا ہے کہ وہ اسلام کو اس قلعہ سے باہر نکالے تاکہ اس کی طاقت سے عالمی کفر کے خلاف لڑا جائے لیکن فوجی حکمران اس آواز کو پوری قوت سے دبا رہا ہے اور اس کے رویئے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ اس پورے قلعہ کو امریکہ کے حوالے کرنے پر تلا ہوا ہے!

اسلام کی دو عیدیں

عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ دونوں اسلام کے ارکان خمسہ میں سے دو اہم ارکان (دو عظیم عبادات) کے ساتھ ملحق ہیں' یعنی عیدالفطر صوم رمضان کے ساتھ اور عیدالاضحیٰ حج بیت اللہ کے ساتھ۔ ان دونوں میں دوگانہ شکرانہ نماز میں اضافی تکبیرات اور نماز کے لئے جاتے اور آتے ہوئے غلغلہ ہائے تکبیر بلند کرتے رہنا مشترک ہے' جس کا حکم قرآن میں دیا گیا ہے۔ چنانچہ سورۃ البقرہ میں صوم رمضان سے متعلق آیات کا اختتام ان الفاظ مبارکہ پر ہوا کہ ''اور تاکہ تم پوری کرو تعداد اور تکبیر اللہ کی اس ہدایت پر جو اس نے تم کو دی اور تاکہ تم شکر کرو۔'' سورۃ الحج میں فرمایا: ''اور اس طرح اس نے قربانی کے جانوروں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا تاکہ تم اللہ کی تکبیر کرو اس ہدایت پر جو اس نے تمہیں عطا فرمائی اور (اے نبیؐ) بشارت دیجئے احسان اختیار کرنے والوں کو۔''

اسی طرح دونوں عیدوں کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے غرباء' فقراء' محتاجوں اور مسکینوں کے لئے خاص اہتمام رکھا ہے۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر تو ظاہر ہے یہ ضرورت قربانی کے گوشت کے ذریعے پوری ہو جاتی ہے' چنانچہ سورۃ الحج میں دو بار فرمایا گیا ہے کہ اس میں خود بھی کھاؤ اور غرباء و مساکین کو بھی کھلاؤ۔ پہلے فرمایا ''کھاؤ اس میں سے خود بھی اور کھلاؤ اس میں فقیروں کو بھی'' اور دوبارہ پھر فرمایا ''یعنی کھاؤ اس میں سے خود بھی اور کھلاؤ ان قانع لوگوں کو بھی جو صاحب احتیاج ہونے کے باوجود صبر و قناعت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور ان کو بھی جو بے تاب ہو کر دست سوال دراز کرنے پر مجبور ہو جائیں''۔

عیدالفطر کے موقع پر اسی غرض کے تحت اسلام میں صدقہ فطر کا حکم دیا گیا ہے تاکہ عید کی خوشیوں میں صاحب نصاب لوگوں کے ساتھ غرباء و مساکین بھی شامل ہو جائیں۔ یہ صدقہ ہر اس مسلمان پر واجب ہے جو صاحب نصاب ہو' البتہ اس کو وسعت یہ دی گئی ہے کہ ایسا شخص صرف اپنی ہی طرف سے یہ صدقہ نہ کرے بلکہ اپنے زیر کفالت افراد کی جانب بھی ادا کرے' یہاں تک کہ ایک بچہ اگر عین عید کی صبح کو تولد ہوا تو اس کی جانب سے بھی صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔ صدقہ فطر کا ذکر اگرچہ قرآن میں تو موجود نہیں تاہم متعدد احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں نہایت وضاحت اور غایت درجہ تاکید کے ساتھ آیا ہے۔ مثلاً بخاری اور مسلم کی متفق علیہ روایت ہے کہ ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سے ہر غلام اور آزاد' ہر مرد اور عورت' ہر چھوٹے اور بڑے پر صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو لازم کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ یہ صدقہ نماز عید کے لئے جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے''۔

اس بارے اگرچہ اس بات کی صراحت نہیں کہ صدقہ فطر صرف صاحب نصاب پر واجب ہے لیکن یہ بات اظہر من الشمس ہے اور عقل سلیم کے لئے اس کا جاننا کچھ مشکل نہیں' اس لئے اس کی صراحت نہیں کی گئی۔ کھجوروں اور جو کی وضاحت اس لئے کی گئی ہے کہ یہی اہل مدینہ کی خوراک تھی اور ایک صاع کھجور اور ایک صاع جو سے متوسط افراد پر مشتمل کنبے کی ایک دن کی ضروریات کی کفالت ہو

ڈاکٹر اسرار احمد

جاتی تھی۔ علماء کے نزدیک وہ وزن کے اعتبار سے ساڑھے تین سیر کے لگ بھگ ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک اس نے نصف یعنی پونے دو سیر کے لگ بھگ۔ اس کے تعین کے لئے لوگوں کو اپنے اپنے معتمد علماء کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور چونکہ ہمارے یہاں کی خوراک گندم ہے' لہٰذا ساڑھے تین سیر یا پونے دو سیر گندم کی جو قیمت بازار میں ہو اس کے حساب سے ہر ہر فرد کو اپنا صدقہ فطر ادا کرنا چاہئے۔

نماز عید کے لئے گھر سے روانگی سے قبل صدقہ فطر کی ادائیگی کی تاکید کی مصلحت بھی واضح ہے کہ اس کا اصل مقصود یہ ہے کہ غربا و مساکین بھی عید کی خوشیوں میں آسودگی کے ساتھ شریک ہو سکیں۔ ایسا نہ ہو کہ کسی مسلمان آبادی میں لوگ عید کی خوشیاں منا رہے ہوں جبکہ اسی آبادی میں کوئی مسلمان گھرانہ فاقے سے دوچار ہو۔ صدقہ فطر کی اس حکمت کو ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے جو سنن ابی داؤد میں وارد ہوئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر اس لئے واجب اور لازم کیا ہے کہ لوگوں کے روزے اگر فضول اور لایعنی گفتگو یا کسی فحش بات کے باعث آلودہ ہو گئے ہوں تو اس سے پاک ہو جائیں اور ساتھ ہی محتاجوں اور مسکینوں کے کھانے کا بندوبست بھی ہو جائے۔''

بعض احادیث میں صدقہ فطر کے لئے زکوٰۃ عیدالفطر کے الفاظ وارد ہوئے ہیں' جس میں اصل اشارہ اسی جانب ہے کہ لوگوں کی سیرتوں اور شخصیتوں کی تعمیر ان خطوط پر ہو سکے جو ان کے خلاق و مالک نے متعین کئے۔ درحقیقت یہ روزوں کی معصیت سے آلودگی کو پاک کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ البتہ فرض زکوٰۃ اسلام کے معاشی نظام عدل اور انصاف کا اہم رکن ہے اور اس کے ذریعے معاشرے کے ان افراد کی کفالت ہوتی ہے جو کسی سبب سے معاشی دوڑ میں پیچھے رہ گئے ہوں اور اپنے پاؤں پر نہ کھڑے ہو سکتے ہوں' اسی طرح زکوٰۃ عیدالفطر سے عید کے روز مسلمانوں کی عام خوشی میں پسماندہ لوگوں کی شرکت و شمولیت کا مقصد بھی پورا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ماہ صیام کے اختتام اور عید کے موقع پر صدقہ فطر ادا کرنے کی توفیق دے تاکہ ہمارے غریب بھائی عید کی خوشی میں ہمارے ساتھ شریک ہو سکیں۔

انجمن خدام القرآن سندھ' کراچی کے تحت

ایک سالہ قرآن فہمی کورس

☆ آغاز: 07 جنوری 2002ء ☆ اوقات: صبح 9 بجے تا 1 بجے دن

☆ دورانیہ: 10 ماہ ☆ قابلیت: انٹر' ترجیحاً گریجوایٹ

☆ داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ: 4 جنوری 2002ء

☆ انٹرویو: 5 جنوری 2002ء

قرآن اکیڈمی' خیابانِ راحت' درخشاں' فیز VI ڈیفنس' کراچی

فون: 021-5854036, 021-5855219' فیکس: 021-5840009

ایک امریکی طالبان پر مقدمہ!

رعنا ہاشم خان

امریکہ میں غیر ملکی دہشت گردوں سے نمٹنے کے لئے فوجی عدالتوں کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن کے تحت غیر ملکیوں پر خفیہ عدالتوں میں مقدمات چلائے جائیں گے۔ ان خفیہ فوجی عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف سپریم کورٹ میں بھی اپیل نہیں کی جاسکے گی۔ اس قسم کی عدالتوں کے قیام پر امریکی شہریوں نے کوئی واویلا شائد اس لئے نہیں مچایا کیونکہ ان کو اس افسوسناک حقیقت کا ادراک نہیں کہ جلد یا بدیر ان عدالتوں کا اثر امریکہ کے شہریوں پر بھی پڑے گا۔ امریکی حکومت کی جانب سے گیارہ ستمبر کے بعد سے اب تک نت نئے قوانین کا اجراء ہو چکا ہے۔ لیکن اب امریکی فوجی عدالت اپنی نوعیت کا ایک نیا مقدمہ چلانے جا رہی ہے۔ یہ مقدمہ واشنگٹن میں پیدا ہونے والے اور سین ڈیاگو کے بے ایریا میں پروان چڑھنے والے ایک ۲۰ سالہ نوجوان جان واکر پہ چلایا جائے گا جس کا اسلامی نام عبدالحمید ہے۔ یہ سفید امریکی شہری طالبان کی جانب سے لڑتا ہوا مزار شریف میں شمالی اتحاد کے ہاتھوں گرفتار ہوا تھا۔ عبدالحمید ان ۸۰ قیدیوں میں شامل ہے جن کو ٹرکش افغان ہسپتال میں طبی امداد دی جا رہی ہے۔ اس کو یہاں لائے جانے کے فوراً بعد چار سپیشل امریکی فورسز نے جن میں دو سی آئی اے ایجنٹ بھی شامل تھے حراست میں لے لیا تھا۔

عبدالحمید ایک تعلیم یافتہ' با اعتماد نوجوان ہے جس کا تعلق مڈل کلاس سے ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ ۱۶ سال کی عمر میں اسلام کی حقانیت سے روشناس ہوا تھا۔ سکول میں ایک اسائنمنٹ کی تیاری کرتے ہوئے جب اس کو اسلام سے متعلق ایک کتاب پڑھنا پڑی تو اس نے اسلام لانے کا فیصلہ کرتے ہوئے اپنے آئرش کیتھولک والد اور بدھ مت کی پیروکار والدہ کو اپنے نئے مذہب کے بارے میں بتا کر انہیں بھی اس پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ گو کہ اس کے والدین اپنے اپنے مذاہب پر کاربند رہے تاہم وہ اس کی بھرپور حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ اسلام لانے کے بعد وہ قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کرنے پاکستان چلا آیا اور یہیں طالبان موومنٹ سے متعارف ہوا۔ عبدالحمید کا کہنا ہے کہ وہ گیارہ ستمبر سے چھ ماہ پیشتر افغانستان چلا گیا تھا تاکہ طالبان کے ساتھ اسلامک سٹیٹ کے قیام میں مددگار ثابت ہو سکے۔ نئے امریکی قوانین کے مطابق اس نوجوان پہ نہ صرف بغاوت کا مقدمہ چلایا جائے گا بلکہ اس پر سانحۂ گیارہ ستمبر میں ملوث ہونے کا الزام بھی لگایا گیا ہے۔ چونکہ اس نوجوان نے دنیا کی سب سے خطرناک سرزمین پر جا کر امریکہ کے سب سے بڑے دشمن کو مدد اور اپنی خدمات بہم پہنچائیں لہٰذا نتیجتاً اس کو سزائے موت' عمر قید یا کسی بھی لمحے سی آئی اے' ایف بی آئی یا این ایس اے کی گولی کا نشانہ بننا پڑے گا۔ امریکی قانون کا دہرا معیار ملاحظہ ہو کہ ایک جانب تو سفید امریکیوں کی حکومت مخالف تنظیم kkk کو جو امریکہ کے راز تلاش کر کے دشمنوں تک پہنچانے میں سرگرم رہتی ہے غدار نہیں کہا جاتا لیکن دوسری طرف عبدالحمید' جس کا کہنا ہے کہ طالبان اسلام کی بقاء کے لئے اسلام دشمن قوتوں سے برسرِ پیکار ہیں اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ طالبان کی حمایت کرے اسی لئے میں بھی ان کے ساتھ ہوں' محض مسلمان ہونے کی بناء پر غدار ٹھہرایا جا رہا ہے۔ امریکہ نے تقریباً ہر میدان سے تعلق رکھنے والے دنیا کے بہترین دماغوں کو امریکہ میں جمع کر رکھا ہے جن میں سے بیشتر کو سبز باغ دکھا کر ان کے ملکوں سے چوری چھپے لایا گیا ہے لیکن اس کو کبھی غداری نہیں کہا گیا چونکہ یہ امریکی مفادات سے متعلق ہے۔

دوسری جنگِ عظیم میں جب یہ دیکھا گیا کہ جاپان دنیا کے لئے ایک کھلا خطرہ بن رہا ہے تو امریکہ نے اس کو تہس نہس کرنے کی ٹھانی۔ اگست ۱۹۴۵ء میں ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرائے گئے جس کے نتیجے میں ۸۷ ہزار افراد ہلاک اور ۸۴ ہزار زخمی ہوئے۔ انسانیت کو موت کے سفر پر روانہ کرنے والا امریکی پائلٹ Enola Gay گزشتہ برس خود موت سے ہمکنار ہو گیا۔ یہ امریکی پائلٹ ۲۵ سال تک انسانوں کی نظروں سے اوجھل رہا کیونکہ امریکی حکومت نہیں چاہتی تھی کہ کوئی اس کے اس ہیرو کا بال بھی بیکا کر سکے اور ہیروشیما اور ناگاساکی کی تباہی میں جو چند امریکی ہلاک ہوئے تھے ان کے لواحقین اس پائلٹ پر غداری کا الزام عائد کر سکیں۔ مؤرخ کا قلم ایک دن حالیہ جنگ کے حقائق بھی لکھے گا۔ وہ یہ بھی منظر عام پر لائے گا کہ عبدالحمید مجاہد تھا یا غدار۔ وہ اس حقیقت کو بھی بے نقاب کرے گا کہ اس جنگ کا مقصد کیا بتایا گیا تھا اور اصل غرض و غایت کیا تھی۔ لیکن اس وقت تک بہت سا بے گناہ خون بہہ چکا ہوگا اور انسانیت کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچ چکا ہوگا۔

نامے میرے نام

ندائے خلافت حالات کو قرآن وسنت کی روشنی میں جاننے کا بہترین ذریعہ ہے

تصاویر کی موجودگی اس خوبصورت رسالے میں داغ کی سی ہے

محترم جناب حافظ عاکف سعید

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بلاشبہ ''ندائے خلافت'' صحیح ملکی حالات کو جاننے اور قرآن وسنت کی روشنی میں ان کے درست تجزیئے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ جب روایتی ذرائع ابلاغ کا ہمارے دل و دماغ پر اچھا خاصا غبار جمع ہو جاتا ہے' تو ہفتے کے آخر میں اس کو پڑھ کر یہ غبار چھٹ جاتا ہے۔ ایسے میں دل سے اللہ کا شکر ادا کیا جاتا ہے کہ واقعتاً حالات اتنے بھیانک نہیں جتنے ہمارے اکثر ذرائع ابلاغ بیان کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف تنظیمی رپورٹس اور سب سے بڑھ کر ہینڈ بلز/ پریس ریلیز بھی توجہ اپنی جانب مبذول کراتے ہیں۔ ان کی مدد سے موجودہ حالات کے حوالے سے لوگوں کے بہت سے اشکالات کا جواب دیا جاسکتا ہے۔

ایک ضروری امر جس کی طرف ہم سب آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتی ہیں وہ اس رسالے میں تصاویر کی موجودگی ہے جو کہ بعض اوقات جملہ معترضہ کے طور پر دی جاتی ہیں۔ ہمارے خیال میں تصاویر کی موجودگی اس خوبصورت رسالے میں ایک داغ کی سی ہے' جسے ذہن قبول نہیں کرتا۔

ہم چونکہ دوسروں کو حدود اللہ کا خیال رکھنے پر ابھارتے ہیں' تصاویر کھنچوانے یا انہیں رکھنے/لٹکانے سے بتوفیق اللہ منع کرتے ہیں اور تصاویر سے پاک کتب' رسائل اور جرائد خریدنے کی ترغیب دیتے ہیں تو جب کسی کو ''ندائے خلافت'' کا ایسا شمارہ پڑھنے کے لئے دیتے ہیں تو شرمندگی سی محسوس ہوتی ہے۔ ہم سب کی آپ سے استدعا ہے کہ آپ اللہ پر مکمل بھروسا رکھتے ہوئے' تصاویر سے پاک جریدہ شائع کریں۔ اللہ ان تصاویر کے بغیر ہی آپ کی بہترین مدد و نصرت فرمائے گا اور آپ دیکھیں گے کہ اس رسالے کی خرید پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

ہم سب کو امید ہے کہ آپ صدق دل سے کی گئی ہماری اس درخواست کو قبول کریں گے۔

محتاج دعا

رفیقات تنظیم اسلامی

پنجاب میڈیکل کالج، فیصل آباد

☆ ہماری اب تک یہ پالیسی رہی ہے کہ صرف واقعاتی تصاویر شائع کی جاتی ہیں یعنی کسی اجتماع' جلسے یا مظاہرے کی تصاویر۔ تاہم ہم آپ کے مراسلے پر بھی ضرور غور کریں گے۔ (مدیر)

قومے فروختند وچہ ارزاں فروختند

موجودہ حکومت سے امریکہ کی توقعات

مولانا غلام اللہ حقانی

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ امریکہ کسی بھی صورت میں دوستی کے قابل نہیں۔ اس ملک کی دوسرے ممالک سے غداری، مکاری اور بے وفائی کی تاریخ ایسی حقیقت ہے جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ چنانچہ امریکہ سے دوستی کے معاملے میں دھوکہ وہی کھا سکتا ہے جو یا تو احمق ہو یا پھر جس نے اپنے کسی ذاتی مفاد کو مدنظر رکھ کر ملک وقوم کو داؤ پر لگانے کا تہیہ کر رکھا ہو۔

افغانستان کے خلاف موجودہ مہم میں جو واحد ملک امریکہ کا عملی طور پر ساتھ دے رہا ہے وہ برطانیہ ہے۔ اس رفاقت کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں ممالک میں ذہنی خباثت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں۔ یہی دو ممالک اس کرہ ارضی پر شیطان کے اصل ایجنٹ ہیں۔ یہ وہ مراکز ہیں جہاں بیٹھ کر یہود اپنے شیطانی ایجنڈے کو پوری دنیا میں روبہ عمل لانے کی منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ چنانچہ پہلے برطانیہ نے انسانیت سوز مظالم اور بے حیاء کلچر کو رواج دے کر انسانوں کو اپنا غلام بنایا اور اب امریکہ دنیا پر غلبہ اور تسلط کی طرف بڑھ رہا ہے۔

امریکہ نے اس جنگی مہم کو اس لئے شروع کیا ہے کہ اسے اپنے نیو ورلڈ آرڈر کو تسلیم کرانے کے حوالے سے اس خطے میں ابھی تک خاطر خواہ کامیابی نہیں ملی تھی۔ چنانچہ جب امریکہ نے یہ محسوس کیا کہ ایران، افغانستان اور پاکستان میں لوگ اس سے عقیدے اور نظریئے کی بنیاد پر نفرت کر رہے ہیں اور اس کے نظام میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں تو انہیں زیر کرنے کے لئے اس نے کئی سازشیں کیں۔ اس خطہ میں مسلم بنیاد پرستی کو جو فروغ حاصل ہو رہا تھا، امریکہ نے اسے مختلف طریقوں سے ختم کیا۔ طالبان جو کہ اس خطہ میں اسلامی نظام کے علمبردار بن کر ابھرے، ان کو زچ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ کبھی شمالی اتحاد کی طرف سے دباؤ کو بڑھا کر طالبان کو اندرونی طور پر کمزور کیا، کبھی سازش کے ذریعے ایران اور طالبان کو جنگ پر آمادہ کیا، کبھی تاجکستان اور ازبکستان کو امداد دے کر طالبان کے خلاف اکسایا۔ لیکن بطور خاص اس مقصد کے حصول کے لئے امریکہ نے پاکستان میں پچھلے پندرہ سالوں سے جو سازشیں کیں اس سے یہود کی سازشی ذہنیت کا پتہ با آسانی لگایا جا سکتا ہے۔ یہاں ایک قلیل عرصہ میں کئی بار انتقال اقتدار اور انتشار اقتدار کا معاملہ ہوا اور یہ حالات اس لئے پیدا کئے جاتے رہے کہ امریکہ کو جنوبی ایشیاء میں اپنی مرضی نافذ کرنی آسان ہو جائے۔

افغانستان میں فوجی کارروائی سے پہلے پاکستان میں ایک خالصتاً سیکولر حکومت کی اشد ضرورت تھی۔ چنانچہ اسی قسم کی ذہنیت رکھنے والے ایک شخص کو تخت اقتدار پر بٹھایا گیا۔ اس نے آتے ہی دو کتوں کو گود میں بٹھا کر یہ اعلان کیا کہ ''میری آئیڈیل شخصیت مصطفیٰ کمال اتاترک ہے''۔ اتاترک وہ ہے جس نے ایک نئے ترکی کی بنیاد رکھی۔ اس نئے نظام کے تحت ترکی آئینی طور پر ایک سیکولر ملک ہے۔ وہاں عملاً اسلام کا نام ونشان نہیں۔ خواتین کے لئے پردے میں نکلنا قانوناً جرم ہے۔ اذان پر پابندی ہے۔ نماز عربی زبان میں پڑھنا منع ہے۔ بہرحال جنوبی ایشیاء میں مستقل ڈیرے ڈالنے کے لئے امریکہ نے پاکستان میں اپنی مرضی کی ایک سیکولر حکومت قائم کی اور اسے اپنی امیدوں کا آخری

امریکہ اور برطانیہ اس کرہ ارضی پر شیطانی کے اصل ایجنٹ ہیں

امریکہ نے جنگی مہم کا آغاز اپنے نیو ورلڈ آرڈر کے مقاصد کے حصول میں ناکامی کے باعث کیا

موجودہ فوجی حکمران اسلام کے قلعہ کو پوری طرح امریکہ کے حوالے کرنے پر تلے ہوئے ہیں

پرویز مشرف کو دس نکاتی ایجنڈا دیا گیا ہے جس پر پوری طرح عمل ہو رہا ہے

مرکز قرار دیا۔ اسی امید کے مطابق پرویز مشرف بغیر کسی ہچکچاہٹ کے آگے بڑھ رہا ہے۔ پرویز مشرف کو دس نکاتی ایجنڈا دیا گیا ہے، جس پر وہ بتدریج عمل کر رہا ہے۔

۱) پرویز مشرف سے امریکہ کا پہلا مطالبہ یہ ہے کہ وہ اس نظریئے کو جڑ سے نکال پھینکے جس کی بناء پر بے پناہ قربانیاں دے کر یہ ملک بنایا گیا تھا۔ وہ نظریہ ہے لا الٰہ الا اللہ اور آسان لفظوں میں اس نظریئے کے معنی یہ ہیں کہ پاکستان کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام اللہ کے احکام کے مطابق ہوں گے۔ جبکہ امریکہ جس نظام کو رواج دینا چاہتا ہے اس کے تحت انسان کو انفرادی معاملات میں تو اپنے مذہب پر کاربند رہنے کی آزادی ہوگی مگر اجتماعی نظام میں اللہ تعالیٰ کو کوئی عمل دخل حاصل نہیں ہوگا۔ گویا انسان اپنے رب کو مسجد یا مندر کے اندر رکھ کر اس کی عبادت کرے لیکن اسے مارکیٹ اور پارلیمنٹ میں نہ لائے۔ ایجنڈے کی اس شق پر مشرف اینڈ کمپنی بڑی سختی کے ساتھ عمل پیرا ہے۔

۲) دینی مدارس پر کریک ڈاؤن کر کے ان کے درس و تدریس کا نظام ختم کیا جائے۔ امریکہ کو اس بات پر سخت تشویش ہے کہ اس نظام کے تحت تیار ہونے والے پروانے اس کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بن کر ابھر رہے ہیں۔ جنرل مشرف نے اس شق کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بڑی تندہی سے کام کیا ہے۔ اس حوالے سے حال ہی میں ماڈل دینی مدارس کا حکومتی نظریہ سامنے آیا ہے۔

۳) جہادی تنظیموں پر پابندی لگا کر ان کو کچلا جائے، اس لئے کہ جہادی تحاریک سے امت مسلمہ میں آزادی کا شعور پیدا ہو رہا ہے۔ اس نکتہ پر بھی ایک طرف تو پرویز مشرف کے کھل کر بیانات آ رہے ہیں اور دوسری جانب وزیر داخلہ کو فری ہینڈ دیا گیا ہے۔ چنانچہ امریکہ کو خوش کرنے کے لئے جہاد کو فساد کا نام دیا جا رہا ہے۔

۴) پرویز مشرف اول روز سے اس کوشش میں ہے کہ طالبان کی حکومت کو کمزور کیا جائے تاکہ اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کرنے کا مرحلہ آسان ہو جائے۔ گیارہ ستمبر کے بعد اس سرگرمی میں خاصی تیزی آئی ہے۔ اس سلسلے میں امریکہ کو اڈے بھی دیئے گئے ہیں اور لاجسٹک سپورٹ بھی فراہم کی جا رہی ہے۔ اگر پاکستان میں عوامی سطح پر مزاحمت کا خطرہ نہ ہوتا تو شاید افغانستان میں زمینی کارروائی کا عظیم فریضہ بھی پاکستانی فوج ہی کے سپرد کیا جاتا۔

۵) ہندوستان کو اس خطہ میں سب سے بڑی طاقت کے طور پر تسلیم کیا جائے۔ ہندوستان آبادی اور عسکری حوالے سے تو بڑا ملک ہے ہی لیکن اس کے علاوہ وہاں وہ نظام بھی انتہائی مستحکم ہے جسے امریکہ دنیا میں برپا کرنا چاہتا ہے یعنی جمہوریت کی بنیاد پر مضبوط سیکولر نظام۔ پرویز مشرف نے تاحال اس شق پر کام کرنے سے گریز کیا ہے لیکن اگر خدانخواستہ امریکی مہم کامیاب ہوگئی تو پھر خواہی نخواہی یہ بات بھی ماننا پڑے گی۔

۶) پاکستان سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرے اور مزید جوہری صلاحیت کے حصول سے دست کش ہو جائے۔ اس پر بھی فوجی حکومت آمادہ نظر آ رہی ہے۔ لہٰذا ایک طرف ملک کے ممتاز ایٹمی سائنس دانوں کو اپنے متعلقہ شعبوں سے کاٹ کر ادھر ادھر کے کاموں میں لگا دیا گیا ہے اور دوسری طرف ایٹمی صلاحیت

(باقی صفحہ ۷ پر)

افغانستان میں اسلامی حکومت کا خاتمہ
اور اُمتِ مسلمہ کی ذمہ داری

فرقان دانش خان

افغانستان میں طالبان کی پسپائی اور اسلامی حکومت کے خاتمے پر آج ہر صاحب ایمان شخص مغموم ہے۔ دین و ایمان سے بے بہرہ لوگ اس صورتِ حال پر اگر ایک طرف شاداں و فرحاں ہیں تو دوسری طرف شیطان کے وساوس نے مسلمانوں کو پریشان کر رکھا ہے۔ طرح طرح کے سوال ان کے ذہنوں میں سر اٹھا رہے ہیں کہ: کیا طالبان حق پر نہیں تھے؟ اللہ تعالیٰ کی نصرت کے وعدے کہاں گئے؟ کیا امریکہ ناقابل شکست ہے؟ اگر طالبان کے ساتھ اللہ کی مدد ہوتی تو وہ اس طرح پسپا ہوتے؟ وغیرہ وغیرہ۔ ان حالات میں درست طرزِ عمل یہ ہے کہ دروں بینی سے کام لیتے ہوئے تمام حالات و واقعات پر غور و فکر کیا جائے کہ اس پسپائی کے اصل اسباب کیا ہیں اور ہم سے وہ کون سی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں جو اس ہزیمت کا باعث بنی ہیں تاکہ مستقبل میں پیش آنے والے خطرات کے مقابلہ کے لئے جو منصوبہ بندی کی جائے اس میں ان کوتاہیوں کا اعادہ نہ ہو۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اُمت مسلمہ نے اللہ کے واضح حکم ﴿اعدو لھم ما استعطتم﴾ کی کھلی خلاف ورزی کی اور ٹیکنالوجی کے میدان میں کفار سے آگے نکلنے کی سعی تو کیا کرتے اس طرف توجہ دینا بھی ضروری نہیں سمجھا۔ چنانچہ اس اہم فریضے سے آنکھیں بند کئے رکھنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج ۵۶ مسلم ممالک میں سے کوئی بھی امریکہ کے جدید اسلحے کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ افغانستان تو دنیا کے پسماندہ ترین ممالک میں شمار ہوتا ہے اور اس سے امریکہ کے مقابلے کی کوئی توقع ہی نہیں کی جا سکتی تھی لیکن کیا اسلام کا قلعہ ''پاکستان'' ایٹمی طاقت ہونے کے باوجود اس قابل ہے کہ امریکہ سے اپنے اسلحے کے زور پر جنگ کر سکے؟ یقیناً اس کا جواب نفی میں ہے۔ البتہ جدید اسلحے اور ٹیکنالوجی کے بغیر بھی امریکہ اور اس کے حواریوں کا مقابلہ امت مسلمہ متحد ہو کر کر سکتی تھی لیکن افسوس یہ موقع بھی گنوا دیا گیا۔

اس کے علاوہ امت مسلمہ سے دو ایسے عظیم جرائم سرزد ہوئے ہیں جن کی پاداش میں آج طالبان کو امریکہ کے مقابلے میں شکست کا منہ دیکھنا پڑا اور اللہ کی مدد نہیں آئی۔ پہلا جرم تو یہ ہے کہ مسلمانانِ عالم کسی ایک ملک میں بھی دور حاضر کے تقاضوں کے مطابق ایک مثالی اسلامی ریاست اس طور پر قائم کر کے نہ دکھا سکے جیسے آج امریکہ سیکولر، جمہوری، سرمایہ دارانہ نظام کے علمبردار کی حیثیت سے پوری دنیا کے لئے ایک نمونہ قرار دیا جاتا ہے۔ اگر ہم اس معیار کی ایک جدید اسلامی ریاست قائم کر کے دکھا دیتے تو اس سرمایہ دارانہ، سودی نظام کی ڈسی ہوئی دنیا اسی طرح اسلام کی طرف لپکتی جیسے ۱۱ ستمبر کے واقعات سے پہلے تھرڈ ورلڈ کے نوجوان امریکہ کو اپنے خوابوں کی جنت کہا کرتے تھے۔ امت مسلمہ سے دوسرا بڑا جرم یہ ہوا کہ اس نے افغانستان میں طالبان کے ہاتھوں قائم ہونے والی اسلامی حکومت کی حفاظت کرنے کی بجائے، بحیثیت مجموعی اسلام دشمن طاقتوں کا ساتھ دے کر طالبان حکومت کو ختم کرنے میں ان کے ساتھ تعاون کیا، حالانکہ وہ حکومت ایک خالص اسلامی حکومت کے کم از کم تقاضوں کو بہر صورت پورا کرتی تھی۔

ان دو جرائم کی سزا کے طور پر ہو سکتا ہے کہ امت مسلمہ پر اللہ کی طرف سے عذاب کا کوئی کوڑا برسنا ہو۔ لہٰذا مشیتِ الٰہی نے طالبان کے لئے پسپائی کا راستہ پسند فرمایا کیونکہ اگر کسی غیبی نصرت و مدد کے ذریعے طالبان فتح یاب ہو جاتے تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ کفر مغلوب ہو جاتا اور امت مسلمہ جو اپنے ان جرائم کی بدولت سزا کی مستحق ہو چکی ہے، کیونکر اور کس کے ہاتھوں عذاب کے کوڑے سہتی۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ حضرت مہدی کی آمد تک اب مسلمانوں کو کفار کے ہاتھوں سختیاں جھیلنا پڑیں۔ ان سختیوں کی نوعیت کا تصور کر کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ شاید چنگیز و ہلاکو خان کے کشت و خون کے واقعات بھی ان کے سامنے ماند پڑ جائیں۔ بہر حال ہمیں اس سزا کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

جہاں تک طالبان کا تعلق ہے، انہیں شکست ہوئی ہے نہ وہ ناکام ہوئے ہیں بلکہ بقول شخصے وہ تو مزے میں ہیں کیونکہ مسلمان کو شکست تب ہوتی ہے جب وہ اپنا نظریہ اور ایمان چھوڑ دیتا ہے۔ الحمدللہ طالبان نے نہ ایمان چھوڑا ہے نہ اپنا نظریہ بدلا ہے۔ قرآن و سیرت کے مطالعے سے بھی یہ پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں کی پسپائی ہمیشہ اللہ کی ناراضی کی علامت نہیں ہوتی بلکہ جنگوں میں تو انبیاء علیہم السلام کو بھی زخم آئے ہیں اور اللہ نے انہیں فتح و شکست دونوں سے آزمایا ہے۔ طالبان کا موقف بھی یہی ہے کہ ہم نے اقتدار پر دین کو ترجیح دی ہے۔ اگر انہیں اقتدار کا کچھ بھی لالچ ہوتا تو امریکہ اور شمالی اتحاد سے مصالحت کر کے اقتدار بچا سکتے تھے۔ لیکن نہتے طالبان نے عالم کفر کے سامنے جھکنے سے انکار کر کے ایک نئی تاریخ رقم کی ہے۔ بقول شاعر ؎

کشاکش خس و دریا ہے دیدنی کوثر
الجھ رہے ہیں زمانے سے چند دیوانے

طالبان نے یہ پسپائی درحقیقت افغانستان کے بے گناہ عوام کو امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی بمباری سے بچانے کے لئے اختیار کی ہے۔ البتہ افغانستان کو فتح کرنے کے بعد امریکہ اب دوسرے مسلم ممالک میں بھی اپنے مظالم کے خلاف آواز اٹھانے والے ہر شخص کو کچلنے کے لئے پر تول رہا ہے۔ اس ضمن میں اب اس کا مؤقف یہ ہے کہ دراصل قرآن ہی وہ کتاب ہے جو مظلوم کو ظالم کے خلاف سر اٹھانے کی جرأت عطا کرتی ہے۔ بالفاظِ دیگر یہ کتاب ''دہشت گرد'' پیدا کرتی ہے چنانچہ مسلمانوں کو اس کتاب سے دور کیا جائے اور اس کے ماننے والوں کے خلاف کارروائی کی جائے۔ قرآن کی یہ توہین اگرچہ امریکہ کو بہت مہنگی پڑے گی تاہم اس شر سے یہ خیر برآمد ہو رہا ہے کہ غیر مسلم دنیا قرآن کے مطالعے کی طرف متوجہ ہوئی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اسلام کے عادلانہ نظام اجتماعی کے قیام کی صورت میں دنیا کو اسلام سے متعارف کرانے کا جو کام ہم نہ کر سکے، دنیا خود ہی قرآن کے مطالعے سے اسلام کی برکتوں سے بہرہ ور ہو جائے۔ تاہم قرآن حکیم کی تبلیغ و تبیین اور قرآنی نظام عدل اجتماعی کے قیام کی ذمہ داری ہنوز اُمت مسلمہ کے کندھوں پر ہے اور اس کی ادائیگی تک عذابِ الٰہی سے بچنے کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔ ○○

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کی تالیف

ایجاد و ابداعِ عالم سے عالمی نظامِ خلافت تک

تنزل اور ارتقاء کے مراحل

☆ حیاتِ ارضی کا ارتقاء ☆ تکمیل تخلیق آدم

☆ عطاءِ خلعت خلافت ☆ رحم مادر میں تخلیق آدم کے مراحل کا اعادہ

جیسے بہت سے اہم موضوعات پر قرآن و سنت کی روشنی میں سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اس ضمن میں ڈارون تھیوری کے باعث ذہنوں میں اٹھنے والے بہت سے سوالوں کے تسلی بخش جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔

قیمت: ۲۴ روپے ☆ عمدہ طباعت ☆ صفحات: ۶۰

ملنے کا پتہ: مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

معرکۂ حق و باطل

اور مسلم حکمرانوں کا کردار

وسیم احمد

مورخ جب امارت اسلامیہ افغانستان کی تاریخ لکھے گا تو اس کے الفاظ کچھ اس طرح ہوں گے: ''بیسویں صدی کے آخری عشرے میں جب روس غیور افغان مسلمانوں سے ذلت ناک شکست کھانے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا تھا اور افغانی اس عظیم فتح کی برکات سمیٹنے کی بجائے آپس میں دست و گریبان تھے تو ایسے میں پاکستانی دینی مدارس سے تعلق رکھنے والے طالب علموں نے اس ملک میں امن و سکون قائم کرنے کے لئے ایک تحریک چلائی جنہیں طالبان کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ بہت جلد تقریباً پورے افغانستان پر ان کا کنٹرول ہو گیا۔ یہاں انہوں نے مکمل شریعت اسلامیہ نافذ کی' فحاشی و عریانی بند کر دی۔ وہ جہاں بھی گئے' وہ علاقہ اسلحہ سے پاک کر دیا۔ انہوں نے اپنی عوام کو قبائلی سرداروں کی طرف سے لگائے گئے ناروا ٹیکسوں سے نجات دلوائی۔ صدیوں سے جاری پوست کی کاشت ان کے امیر ملا محمد عمر کے ایک فرمان کے بعد بند ہو گئی۔ بہت جلد یہ حکومت ملت اسلامیہ کی آنکھوں کا تارا بن گئی۔ لیکن کفر و شرک کی قوتوں کو یہ کیسے گوارا تھا کہ دنیا نور اسلام سے جگمگائے لہٰذا اکیسویں صدی کے پہلے سال میں امریکہ میں ہونے والی دہشت گردی کا وبال بغیر کسی ثبوت کے طالبان اور ان کے مہمان عرب مجاہد اسامہ بن لادن پر ڈال کر دہشت گردی کا قلع قمع کرنے کے نام پر افغانستان میں تاریخ کی بدترین بمباری کی گئی جس سے سینکڑوں نہیں ہزاروں افراد لقمہ اجل بنے۔ امریکی بموں سے افغانوں کے کھیت کھلیان اور باغ اجڑ گئے' زمینیں بنجر ہو گئیں' آبی ذخائر زہر آلود ہو گئے' مویشی ہلاک اور خوراک کے ذخیرے تباہ ہو گئے۔ جوان لڑکیاں بے آبرو ہوئیں۔ عورتیں بیوہ اور مرد اپاہج ہو گئے۔ ایک ماہ سے زائد بمباری افغان قوم کا حوصلہ پست نہ کر سکی تو معصوم عوام پر ایٹم بم سے ذرا کمتر مہلک بموں کی کارپٹ بمبنگ کی گئی۔ طالبان نے معصوم عوام کو جانی نقصان سے بچانے کے لئے اپنی جنگی حکمت عملی بدلی اور گوریلا وار شروع کرنے کا پروگرام بنایا اور اس مقصد کے لئے جب انہوں نے فرنٹ لائن سے فوجوں کا انخلاء شروع کیا تو کچھ شہروں میں مجاہدین کی کافی تعداد امریکہ اور اس کے حواری شمالی اتحاد کی فوجوں کے ہتھے چڑھ گئی جن سے انہوں نے وہ سلوک کیا جو شائد ہی چشم فلک نے پہلے دیکھا ہو' کیونکہ جنگی قیدی کی زندہ حالت میں کھال اتارنا شائد کسی فاتح فوج کا مشغلہ نہیں رہا تھا اور نہ ہی ایسی فوجیں پہلے ''رقص بسمل'' سے لطف اندوز ہوا کرتی تھیں۔ یہ رقص بسمل کیا تھا' یقیناً اگلے الفاظ پڑھ کر آپ کا دل دہل جائے گا۔ شمالی اتحاد والے کسی مجاہد کو پکڑتے تھے' اس کا سر قلم کر کے اس کی گردن میں پٹرول بھرتے اور پھر اسے آگ لگا دیتے۔ گردن سے خون شعلوں کی طرح اٹھتا' نعش زمین پر تڑپتی اور شمالی اتحاد کے ''مسلمان سپاہی'' اس کا نظارہ کرتے۔ زندہ انسانوں کو ٹینکوں تلے روندنا اور قیدی سپاہیوں کو کنٹینروں میں بند کر کے پھینک دینا تاکہ وہ حبس' بھوک اور پیاس سے تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیں' یہ بھی شمالی اتحاد کے فوجیوں کا مشغلہ تھا۔ ایسے میں طالبان اپنی جان اور ایمان کو بچا کر پہاڑوں میں لے گئے اور امریکہ نے افغانستان میں اپنی ایجنٹ حکومت کے قیام کے لئے جرمنی کے شہر بون میں چند کٹھ پتلیوں کو اکٹھا کیا۔ چند دن یہ ڈرامہ چلتا رہا اور پھر افغانستان میں ایک نہ ختم ہونے والی جنگ کا آغاز ہو گیا۔''

حق و باطل کی یہ ستیزہ کاری ازل سے تا امروز جاری ہے جس میں کئی شخصیتوں اور حکومتوں نے اپنے اپنے کردار ادا کئے ہیں۔ ان میں سے کچھ کردار ''شرار بولہبی'' کے طور پر اور کچھ ''چراغ مصطفوی'' کے حوالے سے یاد رکھے جائیں گے۔ حالیہ جنگ میں دو مسلم حکومتوں نے اپنا اپنا کردار کچھ اس طرح کردار ادا کیا کہ ایک نے ظالم کا ساتھ دیا اور دوسرے نے مظلوم کے ساتھ غداری کی۔ جس نے ظالم کا ساتھ دیا اس کے پاس ''آیت اللہ روح اللہ'' کا فتویٰ تھا کہ ''تمام مسلمان ممالک میں اکثریتی فقہ کے حامل مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہونی چاہئیں'' لیکن ہمسایہ ملک افغانستان میں جب امارت اسلامیہ قائم ہوئی تو اپنی فقہ کی حامل اقلیت (جو مشت خاک تھی مگر آندھی کے ساتھ تھی) کی پشت پناہی کے لئے Made in Iran گولے گرائے اور جب تک اکثریتی فقہ کی حامل حکومت قائم رہی اس کو گرانے کے لئے سر توڑ غیر اخلاقی اور غیر سفارتی سرگرمیاں جاری رکھیں' حتیٰ کہ جب طالبان نے کابل خالی کیا تو سب سے پہلے وہاں اپنا سفارت خانہ کھولنے کا اعلان کیا — اور جس مسلم حکومت نے مظلوم کے ساتھ غداری کی اس نے نہ سوچا کہ جس قوم نے اپنے پندرہ لاکھ سپوت قربان کر کے پاکستان اور اس کے گرم پانیوں کو روسی سامراج سے بچایا تھا' چند ٹکوں کی خاطر اس قوم کے خون کا سودا نہ کیا جائے۔ اس حکومت کے سربراہ کو یہ خیال بھی نہ آیا کہ خون مسلم سے ہاتھ رنگ کر روز قیامت کیا منہ لے کر دربار خداوندی میں حاضر ہوں گا۔ مملکت خداداد کے چار ٹوپیوں والے صدر کو کسی نے یہ نہ بتایا کہ حضرت حسینؓ' صلاح الدین ایوبی' ٹیپو سلطان' محمد بن قاسم دنیاوی اعتبار سے شکست کا سامنا کر کے بھی فاتح رہے کیونکہ انہوں نے حق کے لئے آواز اٹھائی تھی اور حق کو کسی صورت میں شکست نہیں ہوتی۔ طالبان بھی حق کی آواز لے کر اٹھے ہیں اور صدیوں کے بعد انہوں نے مسلمانوں کو ظالم اور کفر کے خلاف سر اٹھا کر جینا سکھایا ہے اور وہ دن دور نہیں جب دنیا یہ پکارے گی کہ طالبان کو پہاڑوں سے واپس بلایا جائے تاکہ وہ افغانستان میں امن قائم کریں۔

امیر تنظیم اسلامی **ڈاکٹر اسرار احمد** کا حالیہ

دورۂ ترجمۂ قرآن

انٹرنیٹ پر سنئے

ویب سائٹ ایڈریس: www.tanzeem.org

☆ یہ ترجمہ قرآن شعبہ سمع و بصر قرآن اکیڈمی لاہور سے روزانہ انٹرنیٹ پر upload کیا جاتا ہے

☆ یکم رمضان سے لے کر آج تک تمام دروس سماعت کے لئے موجود ہیں

المعلن: آصف حمید ناظم شعبہ سمع و بصر

مرکزی انجمن خدام القرآن 36۔کے ماڈل ٹاؤن' لاہور

اہم اعلان

قارئین و ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں کہ عید الفطر کی تعطیلات کے باعث ندائے خلافت کا اگلا شمارہ شائع نہیں ہوگا۔ تاہم عید الفطر کے بعد شائع ہونے والے شمارہ کی ضخامت میں قدرے اضافہ کے ذریعے اس کی تلافی کر دی جائے گی۔ ان شاء اللہ

مردِ جری — عالی قدر ملا عمر

عرفان صدیقی

ملا عمر کا افغانستان اب حامد کرزئی' رشید دوستم' حاجی قدیر' اسماعیل خان' کریم خلیلی' قاسم فہیم' جنرل داؤد اور گل آغا کا افغانستان بن چکا ہے۔ امریکہ اور مغرب کے دل میں کانٹے کی طرح کھٹکنے والا شخص اب کلی طور پر بے دخل کر دیا گیا ہے۔ جب سردی کی شدت بڑھ جاتی ہے اور پہاڑوں کی چوٹیاں برف سے ڈھکنے لگتی ہیں تو افغانی اپنے بال بچوں اور بھیڑ بکریوں کو لے کر میدانوں میں اتر آتے ہیں لیکن قندھار کا بوریا نشین موسم سرما کی ایک سرد رات کو کلاشنکوف کندھے سے لٹکائے' کمبل لپیٹے قندھار سے برف پوش پہاڑوں کی طرف نکل گیا۔ وہ افغانستان کا ایک ایسا فرمانروا تھا جس کے اشارہ ابرو کو حکم کا درجہ حاصل تھا' جس کا سکہ قندوز اور مزار شریف سے لے کر جلال آباد' ہرات اور قندھار تک چلتا رہا۔ وہ ریاست کا سربراہ بھی تھا اور حکومت کا چیف ایگزیکٹو بھی۔ وہ فوج کا سپہ سالار اعظم بھی تھا اور شورائے عالی کا امام بھی۔ وہ رئیس المجاہدین بھی تھا اور امیر المومنین بھی۔ لیکن وہ گیا ہے تو اس کے خون کے پیاسوں کے پاس کوئی ایک افسانہ بھی نہیں کہ وہ حاشیے چڑھا کر اس کی کردار کشی کر سکیں۔ اگر مغربی میڈیا ملا عمر کے حرم سے کوئی ایک ''مانیکا'' بھی دریافت کر سکتا تو آج اس کے عشرت کدوں کی باتصویر حکائتیں ٹی وی سکرینوں کی زینت ہوتیں۔ وہ گیا ہے تو اس کے بارے میں ادنیٰ سی کرپشن کا بھی کوئی قصہ نہیں۔ بیت المال کے ناجائز استعمال کی کوئی کہانی نہیں۔ اقربا پروری کی کوئی داستان نہیں۔ اس کے کردار کی اجلی قبا پر کوئی ایک بھی داغ نہیں۔ اپنی پیشانی پر اللہ تعالیٰ کی سجدہ گزاری کا نورانی داغ سجائے وہ اپنے جانثاروں کے ساتھ پہاڑوں کو نکلا تو قندھار گہری نیند سو رہا تھا۔ رات کی تاریکیوں میں میلوں دور تک ہر جنبش پر نظر رکھنے والی امریکی سپاہ صحرا میں دوربینیں گاڑے بیٹھی رہی۔ زمین پر ہر ذی روح کی ذرا سی حرکت پکڑ لینے والے سیاروں کو اونگھ آ گئی۔ گل آغا کی خونی سپاہ کے چوکس پہریدار اسے دیکھ نہ سکے۔ ساری دنیا میں طوفان بپا کر دینے والا مرد درویش ہوا کے لطیف جھونکے کی طرح اکیلا اکیلا نہ جانے کہاں چلا گیا!

کچھ کہتے ہیں کہ نہیں' وہ ابھی قندھار میں ہے۔ ممکن ہے ایسا ہی ہو۔ ممکن ہے پختون ولی کی پرانی روایت کے تحت اس کے قبیلے نے اسے پناہ میں لے لیا ہو۔ ممکن ہے حامد کرزئی یا گل آغا کا کوئی سپاہی اس کے سر کا سودا کر لے۔ زمانے بھر کے تیروں کا رخ اس کے کشادہ سینے کی طرف ہے۔ امریکہ کے نزدیک وہ ایک برا شخص ہے' رسوائے زمانہ دہشت گرد ہے' دہشت گردوں کو پناہ دینے والے مافیا کا سرغنہ ہے۔ ہزاروں انسانوں کا لہو پینے کے باوجود امریکی کولیشن کی پیاس نہیں بجھی۔ اسے ملا عمر اور اسامہ کا لہو چاہئے۔ بون معاہدے کی کوکھ سے جنم لینے والی بونی حکومت کا بونا وزیر اعظم عام معافی کا اعلان کرنے کے بعد اپنا تھوکا چاٹ رہا ہے کہ اس کے آقا نے ڈانٹ پلا دی ہے۔ ۵۶ اسلامی ممالک میں سے کسی کا اس اجنبی شخص سے دور پار کا رشتہ بھی نہیں۔ دلوں کو دولخت کرنے والی یہ خبر کسی بھی وقت آ سکتی ہے کہ ملا عمر قتل ہو گیا۔ عالمی میڈیا اس دہشت گرد کی ہلاکت کو مہذب دنیا کی عظیم فتح قرار دے گا اور جارج بش اسے اکیسویں صدی کی سب سے بڑی کامرانی سمجھ کر امریکی تاج کا نگینہ بنا لے گا۔

لیکن کشادہ سینے اور اونچے ماتھے والا بلند قامت شخص حد سود و زیاں سے آگے نکل چکا ہے۔ وہ افغانستان کا حکمران نہیں رہا لیکن اس کی حکمرانی کتنے ہی براعظموں پر محیط ہو گئی ہے۔ قندھار یقیناً اداس ہے۔ اب سیاہ چادر اوڑھے ایک شخص رات گئے کسی بستی میں گھومتا اور اپنے عوام کو پرسکون نیند کا مژدہ سناتا دکھائی نہیں دے گا۔ اب قندھار کا گورنر ملا حسن رحمانی لاٹھی ٹیکتا فٹ پاتھوں کی خاک چھانتا نظر نہیں آئے گا۔ اب سرشام گھروں کے دروازے بند ہو جایا کریں گے کہ گلیاں انسانوں سے خالی ہو گئی ہیں اور درندوں سے بھر گئی ہیں۔ اب جواں سال بیٹیوں کے والدین بھی میٹھی نیند نہیں سو سکیں گے۔

ملا عمر پہاڑوں میں جا کر ایک نئی دہشت کا روپ دھار لے یا ہمیشہ کے لئے معدوم ہو جائے' وہ لمبی عمر پائے یا بہت جلد اپنی جان کا قرض چکا دے' یہ باتیں اب بے معنی ہو چکی ہیں۔ اس کے پاس نہ ایٹم بم تھا نہ میزائل' نہ ایف سولہ نہ جدید تربیت یافتہ فوج لیکن اس کے باوجود وہ دو ماہ تک وقت کے فرعون اور اس کے چیلوں کے سامنے ڈٹا رہا۔ اس نے جس کو پناہ دی' اس کے لئے اپنی فرمانروائی تک قربان کر دی۔ اقتدار کی چند ساعتوں' کچھ مہینوں یا دو چار سالوں کے لئے اپنا سب کچھ ڈھیر کر دینے والوں کی اس دنیا میں اس نے ایک نظریئے' ایک اصول اور ایک عہد کے لئے حکمرانی کو اتنی اہمیت بھی نہیں دی جتنی وہ اپنے کندھے پر پڑی چادر کو دیتا ہے۔ اس نے نہ ہتھیار ڈالے نہ امریکیوں سے پناہ مانگی بلکہ اقتدار اپنے رفقاء اور بزرگوں کے حوالے کیا اور اگلی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

کل کا مورخ جب اکیسویں صدی کی اس عالمی جنگ کا تذکرہ کرے گا تو ایسے بہت سے ناموں کو فلم کے ایکسٹراز کی طرح فالتو سمجھ کر نظر انداز کر دے گا جو آج کے ہیروز ہیں لیکن آج کا ولن صدیوں تلک تاریخ کی پیشانی کا جھومر بنا رہے گا۔ داغ داغ پیشانیوں والے بونے' اہل جنوں کے اس قافلے کی دھول بن جائیں گے جس کے سالار کے ماتھے پر صرف ایک بارگاہ کے حضور سجدے کا داغ چودھویں کے چاند کی طرح دمک رہا ہو گا۔ حرماں نصیب قندھار اس مرد جری کو کیسے بھول پائے گا؟

شہر بے رنگ ترے لوگ گواہی دیں گے
ہم سے خوش رنگ بھی ترے خس و خاشاک میں تھے

(بشکریہ: نوائے وقت' ۹ دسمبر ۲۰۰۱ء)

تاریخ اسلام

سلطان صلاح الدین ایوبی کے سنہرے الفاظ

''آج جھوٹ اور باطل کی جڑیں صرف اس لئے مضبوط ہو گئی ہیں کہ مخالفت اور مخالفانہ ردعمل سے ڈر کر لوگوں نے سچ بولنا چھوڑ دیا ہے۔ حق کی آواز سینوں میں دب کر رہ گئی ہے۔ شاہانہ دوروں نے اور شہنشاہیت کے اظہار کے اوچھے طریقوں نے رعایا کے دلوں سے وہ وقار ختم کر دیا ہے جو قوم کا طرہ امتیاز تھا۔ عوام کو بھوکا رکھ کر اور ان پر زبردستی اپنی حکمرانی ٹھونس کر انہیں غلامی کی ان زنجیروں میں باندھا جا رہا ہے جنہیں ہمارے رسول اکرم ﷺ نے توڑا تھا۔ ہمارے بادشاہوں نے قوم کو اس پستی تک پہنچا دیا ہے کہ یہ بادشاہ اپنی عیاشیوں کی خاطر صلیبیوں سے دوستانہ کر رہے ہیں' ان سے پیسے مانگتے ہیں جبکہ صلیبی آہستہ آہستہ سلطنت اسلامیہ پر قابض ہوتے چلے جا رہے ہیں۔''

(بحوالہ: ماہنامہ ''حکایت'' نومبر ۲۰۰۱ء' ص ۱۶۸)　(مرسلہ: تجمل حسین میر)

time this happened, during the 19th century, the approach was a little crude. The colonizers just went into unruly places, root out the resistance and set up colonial governments, which didn't last long. The empires thought that the states offering resistance to their dominance might be calmed down by violent visit from the imperial army. The resistance, however, soon returned. The new Masters have discovered that colonies were money and men losing propositions. The imperial Masters have now discovered how to use the UN to do most of the job. The UN has lost its role in the Palestinian, Kashmiri and Chechen conflict. However, it serves a useful purpose by being protector of the refined colonies. For instance, the plans for Afghanistan are hatched up in Washington. Two top Afghan-CIA operatives are selected. One is sent into Afghanistan via Jalalabad; the other via Qandahar. One meets his destiny; the other escapes. The US defeats those, who refused its dictates. The UN is then used to arrange a mock conference at Bonn and enforce the plans already prepared in Washington. The UN promises to protect the new government through the armed forces from the Muslim countries - again pitting Muslims against Muslims -- and doing the dirty work of sorting out the good from the evil among the locals. The colony is less likely to rebel against the colonizing power, because the UN is not seen as a foreign country but, rather, the UN. That may change as the UN runs more and more colonies, but for the moment, the UN takes less heat for running the American colonies.

We don't call the US adventurism as colonialism, for the US is only fighting "terrorism" and then leaves the UN behind to turn the colony into an independent country. The refined colonialism has only reserved for the Muslim states since the end of the Cold War. It's only a matter of time to see more and more colonies as the thought mills in Washington are busy in sorting out which country should be the next target and how.

One of the major difference in the past and present colonialism is that the refined form of it is not targeting natural resources, except oil in the Middle East, as much it is aiming to neutralize Islam, which is considered as the only potential threat to the US supremacy in the world. Another interesting aspect of the new colonialism is that the US calls the shots, whereas the rest of the former colonizers support it in all possible ways to control the Muslim states and their domestic affairs. The IMF and World Bank set conditions for domestic economic and political management. The much-awaited aid programmes are less often about dams, roads or jobs, they are instead to ensure good governance. It is not just US marines and special troops that come from the "international community," it is also drug enforcement agents, policemen, judges, media spin-doctors, prison officers, central bankers, experts on extremism and others.

In the past, when nations and men fell from humanist ideals, their lapse had not been defended by the apologetics, which "moderate" men of the present age have been so eager to turn out. The logical end of this "moderatism" is the organised re-colonisation and organised slaughter of nations or classes, classified for the sake of convenience into liberals and fundamentalists --Northern Afghans, Southern Afghans, Talibs, Mujahid, Shia Iraqis and Sunni Iraqis. So far, the politics did not dominate civilisations entirely and many other factors contribute to directing their course, but the supremacy of the US interest has shaken the foundation of civilised life. The US direct interference in all the Muslim states for imposing its values regardless of the indigenous social, political and cultural institutions, has dissolved the idea of civilisation and raised one of the most important question of our time: is the totalitarian system envisaged by the US for the Muslim states another kind of civilisation, or it is the destructive negation of civilisation itself? Or to put the question another way, has the older meaning of the term civilisation become entirely irrelevant to the process of imposing and sustaining totalitarianism in the Muslim world? These queries raise still another question: are the "civilised" societies generating forces that will drive them in similar directions?

In short, the patterns of thought and actions in our time cannot be sufficiently understood and constructively engaged without the careful study of US motives behind sponsoring totalitarianisms in the Muslim World under the banner of combating terrorism.

نقطۂ نظر

ملّا' سیاستدان اور جہاد

ملک کے معروف ادیب' ڈرامہ نگار اور دانشور جناب اشفاق احمد نے ایک اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ: ''میں ''ملا'' کی پہلے سے زیادہ حمایت کرتا ہوں کیونکہ میں اس سے روز ملتا ہوں۔ میں نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں جاتا ہوں۔ میں نے ملا کو وہی پایا ہے جو آج سے بیس سال پہلے تھا اور اگر آپ کی مسجد کا ''ملا'' جہاد کی منظوری دیتا ہے تو یہ جہاد جائز ہے' لیکن کوئی یہ کہتا ہے کہ تم جا کر شیعہ کو مارو' تو اس بات کی منظوری مولوی نہیں دے گا۔ یہ جو کلاشنکوف والے ہیں' یہ ''ملا'' نہیں ہیں' یہ سیاستدان ہیں۔ انہوں نے مولوی کا چولا پہنا ہوا ہے۔ یہ بڑے ظالم لوگ ہیں۔ یہ مافیا ہیں۔ آپ مولوی کے روپ میں کوئی سکیم چلا دیں' داڑھی رکھ لیں اور چھوٹے ڈبوں والا عمامہ باندھ لیں' مافیا بن جائیں' ان لوگوں کا دین سے کوئی تعلق نہیں' لیکن جب آپ ''ملا'' کہہ دیتے ہیں تو ساری برادری شمار ہوتی ہے اور پرویز مشرف بھی کہہ دیتے ہیں کہ ملا نے برباد کیا۔ یہ ملا نہیں ہیں' مولوی نہیں ہیں۔ جس طرح عطائی ڈاکٹر ہوتے ہیں یہ اس طرح کے عطائی مُلّا ہیں''۔

اشفاق احمد کشمیر کے جہاد کے بارے میں یہ رائے رکھتے ہیں کہ: ''کشمیر مجاہدوں کو فریڈم فائٹرز کہا جائے' جہادی کا لفظ انہیں خاص معنی دے دیتا ہے۔ میں جہاد کا نام اس لئے نہیں دیتا کہ مغرب جہاد کو واوین (Inverted Comma) میں رکھ کر ہم کو ذلیل وخوار کرتا ہے۔ اس لئے میں اپنے ان بڑوں کو جو ولایت میں ہیں اور ہنری کسنجر کو کہتا ہوں کہ یہ فریڈم فائٹرز ہیں اور جب پاکستانی سپین جا کر فرانکو کے خلاف لڑ سکتے ہیں' تو پاکستانی کشمیر میں کیوں نہیں لڑ سکتے۔ بہت سے پاکستانی سپین جا کر فرانکو کے خلاف لڑتے تھے' میرا اپنا بہنوئی بھی گیا تھا۔ امریکہ سے ارنسٹ ہیمنگوے جیسا بڑا ادیب وہاں آیا تھا' وہ لڑائی کرتا رہا۔ دنیا میں مظلوم کو بچانا تو آپ کا فرض ہے اور جہاں تک جہاد کا تعلق ہے' جہاد کا تو ہمیں حکم ہے۔ اگر مجھے جہاد کا حکم دیا جائے تو میں تیار ہو جاؤں گا''۔

View Point

Abid Ullah Jan
E-mail: abidjan2@psh.paknet.com.pk

Witnessing Refined Colonialism.

By the end of world War-II, the Nazi and Fascist systems were crushed. Five years later, it was obvious that totalitarianism in its communist form was more militant and vigorous than had been foreseen. Forty years later, when that tyrannical regime collapsed under the weight of its own oppression, few could have predicted the rise of an imperial US in less than a decade time. Robert Fisk wrote in his recent column that the Palestinian-Israeli conflict is the last colonial war (The Independent, Dec. 04, 2001). In fact, the apparently failed Taliban's struggle against the US and the Palestinian resistance to Israeli occupation, are the initial skirmishes of wider, 21st century colonial wars. The only difference between the Palestinian and others' resistance is that the former is against crude-Israeli-occupation of the past, while the later would be against a refined colonialism of the "international community."

Apart from understanding our weaknesses that make us prone to foreign intervention, we also need to comprehend the reality of US imperialism and the difference of its approach to colonialism. Elam, Nineveh, Babylon were but significant vague names for those who lived under their rule without understanding the depth of their slavery in their lives. Just like France, England and Russia, soon the US too would be a beautiful name. However, before we touch the abyss of history, isn't it better to understand the circumstances that could send the works of Robert Fisk, Noam Chomsky, John Pigler and others to join the work of Keats, Baudelaire and Menander.

Apparently, it seems that the military crisis in the aftermath of September 11 attacks is almost over. But the intellectual crisis being more subtle, and by its nature, assuming most deceptive appearances (since it takes place in the very realm of dissimulation), this crisis will hardly allow us to grasp the true nature and extent of the US imperialism and our enslavement well in time. No one can say what will be dead or alive in the new Muslim colonies tomorrow, in literature, philosophy, aesthetics; no one yet knows what ideas and modes of expression will be inscribed on the causality list, what novelties will be imposed.

Hope suggests that any conclusion unfavourable to the Muslims must be an error of the mind. And yet the facts are clear and pitiless: thousands of Iraqis are dying every month; dozens of the Palestinians are butchered on daily basis; Kashmiris struggle against state terrorism is brazenly classified as terrorism; thousands of young writers and political activists are languishing in Egyptian, Algerian, Saudi and Turkish prisons; the illusion of Islamic culture has been lost; Islamic ideology is barely surviving, deeply stricken, and called to account for its dreams; Muslims are hopeless, beaten, routed by their own errors; greed and abstinence are equally flouted; faith is confused in its aim - crescent against crescent; and even the sceptics, confounded by the sudden, violent, and moving events that play with our minds as a cat with a mouse.

Under the reformed and refined colonialism, totalitarian regimes are being imposed on the Muslim states to destroy any potential source of political or military opposition to the US interests, and establish a centre of power, above and beyond any attack. History is full of authoritarian governments, but many writers agree, totalitarianism is a creature of the 21st century. In the previous instances, the totalitarian movements emerged from the crisis of old regimes within the states, destroyed their institutions and built on the ruins; the leaders of the movement appeared as popular saviours and each dictatorship first defined and then used politics primarily as a weapon for annihilation of opposition and for total social transformation. Under the refined colonialism, such totalitarian regimes are purposely developed and imposed on the Muslim countries from outside.

Even before the present American approach towards of Muslim World, the western colonialism did not die after relinquishing power to the natives. It was a strategic withdrawal. The direct colonialism merely changed to a more subtle form of remote control colonialism. The expansion of Western culture has continued at an accelerated rate along with systematic efforts to denigrate the non-Western civilizations, religion, art, literature and customs. This new colonialism came to haunt us under several new faces, masquerading itself through democracy, liberalism, internationalism, free trade and humanitarianism. What we are witnessing now, however, is a refined colonialism.

Afghanistan is a perfectly refined colony of the US, which will be looked after by the UN. Other effective tools are employed to look after Egyptian, Saudi, Pakistani, Kuwaiti, Jordanian, and Algerian colonies. Under the refined colonialism, the imperial centre needs not feed the starving subjects, develop their infrastructure, or directly maintain law and order. These colonies are efficiently controlled through local viceroys than the imported Kings and Lords. The imperial centre only needs to order: de-Islamisation is needed, and there is a drive against religious institutions. It orders: let there be a crack down on Jihad, and Jihad related Quranic verses are immediately thrown out of the school curriculum. The imperial centre demands a crackdown on the extremists, and goes behind the bars every religious leader. On receiving orders for necessary preparation for a war in Afghanistan, the local viceroy launches de-weaponisation campaign to ward off extensive bloodshed, just in case the war leads to anarchy within.

With increasing frequency, the call is, "ward off terrorism" in out of the way places and bring the benefits of civilization along as well. The last

غیر اللہ کی خوشنودی کی کوشش ندامت بن جاتی ہے

جناب صدر! ملک میں اسلامی نظام نافذ کر کے اپنے اصل آقا کو منا لیں

صدر پرویز مشرف کے نام ایک خاتون کا کھلا خط

محترم صدر جناب پرویز مشرف
السلام علیکم

انسان کو زندگی ایک بار ملتی ہے اور وہ اس زندگی میں آخرت کے لئے کچھ کما لے' یہ موقع بھی بار بار نہیں ملتا۔ آپ نے اب تک جو کیا' سو کیا۔ اب آپ کو بھی یہ احساس ہو چکا ہوگا کہ خدا کے فرمان کے خلاف چل کر آپ نے کتنی فاش غلطی کی ہے۔ اپنے آقا کو چھوڑ کر ان فرعونوں کی خوشنودی سے سوائے ندامت کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ اطاعت اللہ کی کی جائے تو عبادت کہلاتی ہے' اس کو چھوڑ دیں تو ندامت بن جاتی ہے۔

طالبان کا کیا قصور تھا؟ صرف یہی کہ وہ ایک ملزم کے خلاف ثبوت چاہتے تھے۔ انہوں نے مہمان نوازی کے اصولوں پر سمجھوتہ نہیں کیا' جس کی ان کو اتنی بڑی قیمت چکانی پڑی۔ آپ مانیں یا نہ مانیں' اس میں آپ برابر کے حصہ دار ہیں۔ ہزاروں مسلمان مارے گئے' افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی' ماؤں کی گودیں اور عورتوں کے سہاگ لٹ گئے۔ گڑھوں اور نالوں میں انسانی لاشیں جانوروں کی طرح پڑی ہیں۔ افغانستان کو لہو رنگ دے کر پھر آپ یہ کہتے ہیں: ''میں نے کشمیر کاز اور ملک بچا لیا۔'' اور جو مارے گئے' وہ کوئی غیر تو نہ تھے۔ وہ بھی اپنے ہی تھے۔ سرحدیں انسانیت کا رشتہ توڑ تو نہیں سکتیں۔ وہ تو مسلمان بھائی تھے' ہمسائے تھے۔ ان کو برباد کر کے اپنا ملک بچانا کیسا! روز جزا اس کا حساب کون دے گا؟

آپ کے اس بیان سے خوف آتا ہے کیونکہ ملک بچانے والی ذات تو اللہ تعالیٰ ہے۔ فی الحال تو ہم اس کے نافرمانوں کی صف میں کھڑے ہیں اور امریکہ کی جنگ ابھی جاری ہے۔ اس عالمی دہشت گرد کی وحشت اور خونریزی اور کیا رنگ لائے اور اس کی حد کہاں تک جائے' کچھ خبر نہیں۔ اس بربریت پر (جس پر ہلاکو' چنگیز خان اور ہٹلر بھی شرمائیں) مسلمان امہ کی خاموشی' ظلم سے چشم پوشی اور غیرت اور حمیت کی موت سے اس کے حوصلے بلند ہیں اور وہ اپنی من مانی کر رہا ہے۔

جنگ ابھی جاری ہے جبکہ آپ کہتے ہیں ''ملک بچا لیا ہے''۔ خدا کو تو ہم ناراض کر بیٹھے ہیں۔ اب ایک ہی راستہ ہے کہ خدا سے توبہ کریں اور کفارے کے طور پر جتنی جلدی ہو سکے' اسلام کے نام پر حاصل کردہ اس ملک میں اسلامی شریعت کا قانون نافذ کریں۔ پھر دیکھیں کہ خدا کی رحمتیں اور برکتیں کس طرح نازل ہوتی ہیں! ہمارا ایمان ہے کہ خدا کی طرف ایک قدم بڑھیں اور وہ ہماری طرف دس قدم بڑھ کر ہمیں تھامتا ہے۔

صدر صاحب! ابھی وقت اور اقتدار آپ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ موقع پھر کبھی نہ مل سکے گا۔ اسلامی شریعت نافذ کر کے اپنے اصل آقا کو منا لیں۔ اپنے آپ کو سرخرو کر لیں۔ نصف صدی سے لٹیرے ملک کو اقتدار کی آڑ میں لوٹتے رہے' اگر آپ واقعی مخلص ہیں اور ملک کو بچانا چاہتے ہیں تو کچھ ایسا کر جائیں کہ یہ ملک واقعی بچ جائے —— ورنہ ہمیں کسی گولی' کسی بندوق' کسی کلسٹر بم اور میزائل کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ کی ناراضگی اور اپنے گھر کے اندر بڑھتی ہوئی کرپشن' بدامنی' بے حیائی اور مہنگائی ہی ہمیں مار ڈالے گی۔

مسلمان کے گھر میں جب اسلام کی روح ہی نہ ہوگی تو بے روح جسم اور زندگی کیسی؟ ہمیں اسلامی نظام چاہئے۔ ہمیں خدا کی ناراضگی نہیں' رحمتیں چاہئیں۔ پھر ہی ہر چیز بچ سکے گی۔ یہ میری ہی نہیں' میرے وطن کے تمام باشعور لوگوں کے دل کی آواز ہے۔ اسے ضرور سنیں۔ اس پر خلوص دل سے توجہ دیں۔ اس میں آپ کا بھی بھلا ہے اور وطن کا بھی!

اور آخر میں پھر دہراتی ہوں کہ دنیا میں زندگی صرف ایک بار ہی ملتی ہے' اس میں انسان کو کچھ ایسا کر گزرنا چاہئے کہ اس سے اس کی آخرت بھی سنور جائے کیونکہ اصل اور ہمیشہ کی زندگی تو وہی ہے۔ (مسز نذیر خان خاکوانی' ملتان)

کھری کھری باتیں

نئی لغت' نئے معانی

لفظوں' معنوں اور مطلبوں کی نئی لغت کے مطابق انسان صرف وہ ہے جس کا رنگ سفید ہے' جس کی ماں کلب میں ناچتی ہے' باپ شراب پی کر فٹ پاتھ پر گرتا ہے' جس کا نسب ماں سے شروع ہو کر ماں پر ہی دم توڑ دیتا ہے' جو مرد سے مرد اور عورت سے عورت کی شادی پر ایمان رکھتا ہے' جو جوا کھیلتا ہے اور ناجائز بچے پیدا کرتا ہے' جو امریکی ہے' جو اسرائیلی ہے' جو برطانوی' آسٹریلوی اور فرانسیسی ہے اور ان فرانسیسیوں' آسٹریلویوں' برطانویوں' اسرائیلیوں اور امریکیوں کا ناخن بھی ٹوٹ جائے تو یہ مظلوم ہیں اور باقی ساری دنیا بموں سے ماری جائے' توپوں کے گولوں کا شکار ہو جائے' گولیوں سے چھلنی ہو جائے' کیمیکل اور بائیولوجیکل ہتھیاروں کا نشانہ بن جائے' وہ ظالم ہے' گنہگار ہے' دہشت گرد ہے۔

جناب جارج بش کو آج بیت المقدس کے شہر حیفہ اور شمالی غزہ کی یہودی بستی کے 28 آنجہانی یہودی تو معصوم دکھائی دے رہے ہیں لیکن انہیں قلعہ جنگی کی وہ بارہ تیرہ سو نعشیں نظر نہیں آ رہیں جو ایک ہفتہ پہلے تک سانس لیتے اور خواب دیکھتے زندہ سلامت انسان تھے اور انہیں شمالی اتحاد کے درندوں نے باندھ کر شہید کر دیا۔ لوگوں کو زندہ جلایا گیا' انہیں سر میں گولیاں مار کر قتل کیا گیا' انہیں بجلی کا پٹروں سے بم مار مار کر مارا گیا۔ اتنی نعشیں گریں' اتنا خون بہا کہ ریڈ کراس کے اہلکار ایک ہفتے سے نعشیں ہٹا رہے ہیں' خون دھو رہے ہیں لیکن خون صاف ہوتا ہے نہ نعشیں ختم ہوتی ہیں۔ بش اور ٹونی بلیئر کو وہ ہزاروں افغان دکھائی نہیں دے رہے جنہیں دو مہینے کے اندر تین ہزار حملوں میں خاک اور خون میں نہلا دیا گیا' جنہیں زندہ رہنے' آزاد رہنے اور اپنی مرضی سے سانس لینے کی سزا دی گئی۔ کیا یہ سارے لوگ گناہ گار' ظالم اور دہشت گرد تھے؟ اگر نہیں تھے' تو پھر انہیں کس جرم' کس گناہ کی سزا دی گئی؟ یہ لوگ صرف اس لئے مار دیئے گئے کہ وہ سنٹرل ایشیا کے تیل کے قریب پیدا ہو گئے تھے' انہیں امریکی عورتوں نے نہیں بلکہ مسلمان ماؤں نے جنم دیا تھا' انہیں بپتسمہ دینے کے بجائے ان کے کان میں اذان دے دی گئی تھی اور یہ اللہ کے بنائے ہوئے ایک مرد اور ایک عورت کی جائز اولاد تھے۔ آج آپ اسرائیلی طیاروں' یہودی توپوں اور جیوٹینکوں کو ہر فلسطینی گھر گرا دینے اور ہر کلمہ گو فلسطینی مسلمان کو قتل کر دینے کی اجازت دے رہے ہیں کہ آپ کی ڈکشنری کے مطابق انسان صرف گوری چمڑی والی مخلوق ہے۔ زندہ رہنے اور آزاد رہنے کا حق صرف اسے حاصل ہے' باقی لوگ چار پایوں پر چلنا شروع کر دیں یا پھر گلے میں پٹہ ڈال کر لگام امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے حوالے کر دیں۔ واہ بھئی واہ' زندہ باد آپ کی معصومیت اور آپ کے معصوم انسان!

(7۔ دسمبر کے روزنامہ جنگ میں جاوید چوہدری کے شائع ہونے والے کالم ''معصوم انسان'' سے اقتباس)